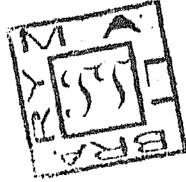
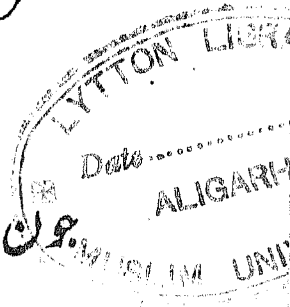
1700



عقل سے اپیل

از

قمر شاہ خاں



جون سنہ ۱۹۳۱ء





تمہید

تقریباً دو سال سے یورپ اور افریقہ اوس عالمگیر جنگ میں
مبتلا ہی جسکی مثال تاریخ سے نہیں ملتی اس لڑائی نے دنیا کے حسن مناظر
کو جہنم بنا رکھا ہی اور اُسکی سختی اور گھیراؤ روز بروز وسیع تر ہوتا جارہا ہی
مگر افسوس کہ ہندوستان ابھی تک ایک دردناک خوابِ غفلت میں
مبتلا ہی۔ ان سطور کے پڑھنے والیکے دل میں جو اعتراض پیدا ہوسکتے
ہیں وہ کہہ سکتا ہی کہ خواب غفلت کیسی جبکہ کمیٹی جلسے اور روزانہ میٹنگیں
وعدے اور وعید۔ اخبار بازی اور مضامین نگاری کا بازار گرم ہی۔
ہاں یہ شور پکار تو ابتدا ہی سے اوٹھی اور اُسکی شدت بھی بدستور
جاری ہی مگر پھر بھی ہماری شکایت بیجا نہیں ہی کیونکہ یہ شور و غوغا کچھ
سمجھ بوجھ والا نظر نہیں آتا بلکہ اوس بکواس سے زائد مشابہ ہی جو ہذیانی
حالت میں کوئی تپ کا مریض کرتا ہی۔ سچ یہی ہی کہ ہندوستانی مرد
بیمار اب بحران کے درجہ کو پہنچ چکا ہی جسکا نتیجہ یا موت ہوا کرتی ہی
یا شفا اور خدائے کریم سے دعا ہی کہ اب وہ چل نہ بسے۔ دوسری بات

پڑھنے والا شاید یہ کہے کہ صاحب ہندوستان نے اسقدر روپیہ تو اعانت جنگ میں دیا اتنی فوج سمندر پار بھیجی مختلف لڑائیوں میں شریک ہوئے اکثر معظم اور وزیر اعظم کے شکریہ کے پیام حاصل کئے روز ریڈیو پر ہندوستانیوں کی تعریفوں کی داستانیں سنتے ہیں پھر غفلت کا الزام کیسا - جواب میں عرض ہے کہ جناب آپکے چندوں کی تو یہ حقیقت ہے کہ چند روز کی لڑائی کے خرچ کے بھی برابر نہیں ہیں - ہندوستانی فوج کی بہادری اور وفاداری تو مسلم ہے اور جو کچھ اوس نے کیا خوب کیا مگر بادشاہ اور وطن دونوں کے واسطے یہ اوسکا فرض تھا - یہ شکر کا مقام ہے کہ بدخواہوں کے بہکانے کے داؤں اوسپر ابھی تک نہیں چلا ہے - لیکن مہاتما گاندھی صاحب (جو ہندو پولیٹیکل دنیا کے مائی باپ ہیں) وہ تو یہی کہتے ہیں کہ یہ فوج کرایہ کا ٹٹو ہے (MERCENARY) جس نے چاہا پیسے دئے اور لڑوا لیا اگر اس بات میں ذرہ بھر اصلیت ہے تو ہندوستانی فوجکے کارناموں پر فخر کرنیکے کیا معنی - رہیں انگریزی وزراء اور گورنمنٹ آف انڈیا کی بیحد تعریفیں تو انکی تشریح کئی طور سے ہو سکتی ہے - ممکن ہے کہ اپنی نیک نیتی کی وجہ سے یہ لوگ چھوٹی سی چیز کے لیئے ضرورت سے زائد شکرگذار ہوتے ہوں - یا یہ کہ پہلے وہ ہمکو اس سے بھی زیادہ نکما سمجھے ہوئے ہوں جیسا کہ ہم ثابت ہوئے ہیں اور وہ اسکو غنیمت جانتے ہوں یا ونکی مصلحت ہو کہ مخالفین جنگ

کے خطرناک پروپاگنڈے کا اس سے ایک جواب نکلتا ہی۔ دوسری جانب یہ تو دیکھئے کہ ایسے کٹھن وقت میں جبکہ جنگ کی آگ کا زور بڑھتی جاتی ہے اور ہفتوں کے اندر بڑی بڑی قومیں فنا ہوتی جاتی ہیں اور دنیا کے بننے بگڑنے کا سوال ہی۔ ایسے وقت میں جسکا مثل دنیا پر کبھی نہیں آیا ہندوستان میں پولیٹیکل جنگ و سوداگری۔ اور داؤں گھات کا زور شور ہی۔ انگریزی حکومت کی وہ مثال ہو جیسے کہ کسی زمانہ میں ناٹک میں دو جورو والے کی نقل دکھلاتے تھے۔ بی کانگریس طیش میں بھری ہوئی ہیں اور آتشی پسند شوہر کے سر ہیں کہ لابنی چوڑی موٹی تازی شلوار پوش عورت کہاں سے کر لائے ہو یکا وعدہ کرو کہ اسکو ہماری برابر نہ رکھوگے جب ہم تمہارے لئے کھانا بنا ئینگے ورنہ کھانا بنانا تو ایک طرف خود ہی بھوکے مرجائینگے اور تمکو بھی بھوکا مار دینگے چوکیدار کو بہکا دینگے رات کو ڈاکو بلوا لینگے گھر لٹوا دینگے۔ اُن سے کوئی بندۂ خدا یہ نہیں پوچھتا کہ بیوی ایسا ہوا تو خود تمہارا کیا حشر ہوگا۔ ادھر لیگ خانم فرماتی ہیں اس کلموہی ہندنی کیساتھ ہماری گذر نہیں ہوسکتی گھر کا بٹوارہ کر دو بیچ میں دیوار کھنچوا دو تم خود ہو لکھ ہمکو آزادی دو آپس میں نبٹنے دو ورنہ گھر میں آگ لگا دی جائیگی رہیں تیسری بوا چھما سو اُن کا یہ مطالبہ ہی کہ اس شلوار والی کی طرف دیکھ ورنہ ہم ہیں اور آسن پاٹی۔ اس کشمکش میں بیچاری انگریزی حکومت کیا کرے

اور کیا نہ کرے سب فریق رسپانسبل گورنمنٹ اور خود مختاری
مانگتے ہیں۔ انگریز رسپانسبل گورنمنٹ لئے پیچھے پیچھے پھرتے ہیں لیکن پولیٹکل
پارٹیاں باہم دست و گریباں ہیں جو ایک مانگتا ہے دوسرے کو اوس سے قطعی
نفرت ہے یہ ایک زبردست مظاہرہ اس امر کا ہے کہ ہندوستان نہ ایک ہے
نہ مکمل آزادی کی صلاحیت رکھتا ہے پھر دیکھیے کہ گاندھی جی فرماتے ہیں کہ ہم
انگریزوں کو پریشان کرنا ہرگز نہیں چاہتا مگر کرتے یہ ہیں کہ ستیاگرہ کا حکم دیکر کہا ہے
جس سے ملک میں ہڑبھونگ مچی ہوئی ہے اور چونکہ عام مخلوق میں مہاتما جیسے
خصائل نہیں ہوا کرتے ہیں لہذا جھوٹ مکاری اور گمراہ کرنیکا بازار گرم ہے
تاکہ پبلک میں ہیجان پیدا کر کے اوسکی قائمقامی کی گدی داب کر انگریزی حکومت
پر اثر ڈالا جائے اور پولیٹکل پنڈتوں اور مولویوں کے حلوے مانڈے سیدھے
ہوں۔ ایسی حالت میں ایمانداری سے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ہندوستان
غفلت کی نیند میں سرشار نہیں ہے۔

اون لوگوں کے واسطے جو سچی بات سننا ہی نہیں چاہتے اور برلن ریڈیو
کی ہندوستانی گپ پر ایمان لائے ہوئے ہیں ہمارے پاس ایک حسب حال
ثبوت موجود ہے۔ وہ یہ ہے کہ ۱۱ نومبر ۱۹۴۰ء کی شام کو برلن ریڈیو نے حسب
معمول ہندوستانیوں کی بہت سے خوشامد اور تعریفوں کے پل باندھنے کے بعد
کہا کہ وہ خواب غفلت میں پڑے ہیں اور اگر اسوقت نہ جاگے اور جو کرنا ہے

نہ کیا تو گیا وقت پھر نہ لوٹیگا اور نئے نظام میں وہ ہمیشہ ہمیشہ افسوس سے ہاتھ ملیں گے اور اوسوقت افسوس سے کام نہ چلے گا بلکہ دائمی مصیبت میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ برلن کا مطلب تو صاف تھا کہ اگر بغاوت کر کے ہندوستانی انگریزوں کو دق نہ کریں گے تو جرمن فتح کے بعد اونکو روندا جائے گا۔ لیکن برلن ریڈیو کے الفاظ انگریزی فتح پر بھی بالکل صادق آسکتے ہیں۔ بہرحال اب اون فتنہ پرداز برلن کے مریدوں کو بھی یہ قبول کرنے میں تامل نہیں ہوسکتا کہ ہندوستاں خواب غفلت میں پڑا لوٹ رہا ہے

دوستو اب جاگنے کا وقت ہے آنکھیں ملو اس مہلک نیند سے اوٹھو اس بھاری غفلت کے پردہ کو ہٹا کر حقیقت کی طرف ایک نظر ڈالو اور اپنے وہم کی دنیا اور مغالطوں کی اندھن سے نکلنے کی فکر کرو۔ اس کوشش میں آپکو سہارا دینے کے لیئے حسب ذیل مسائل پر اب ہم سرسری نظر ڈالینگے

(۱) یہ لڑائی کیا ہے کس نے چھیڑی اور اسکے مقاصد کیا ہیں۔

(۲) اس لڑائی کے اسباب کیا تھے۔

(۳) اسمیں حق پر کون فریق ہے اور ہمدردی و امداد کا مستحق کون ہے۔

(۴) ہندوستان کا فائدہ کسکی جیت میں ہے۔

(۵) جیت کسکی ہوگی۔

(۶) پولیٹیکل پارٹیوں کا رویہ کیسا ہے۔

(۷) پولیٹکل پارٹیوں کے عام پیروؤں کی کیا حالت ہے۔

حصہ اوّل

(۱) یہ لڑائی کیا ہے کس نے چھیڑی اور اُسکے مقاصد کیا ہیں؟
(۲) اسمیں حق پر کون فریق ہے اور ہمدردی و امداد کا مستحق کون ہے؟

ان سوالوں کا جواب یہ ہے کہ یہ جنگ حق انصاف جمہوریت اور رحمانی طاقتوں کی بمقابلہ باطل ظلم ڈکٹیٹری اور شیطانی قوتوں کے ہے۔ یہ ہٹلر کے مکار دماغ میں پیدا ہوئی اور اس ہی کے ظالم ہاتھوں سے چلائی گئی ہے اور اسکا مقصد ہٹلر کی طرف سے یہ ہے کہ ساری دنیا کی آزادی چھین کر اوسکو ہٹلر کی ماتحت جرمنی کا غلام بنایا جائے جمہوریت کو صفحہ ہستی سے مٹایا اور جبر و تعدی کا دور دورہ قائم کیا جائے۔ یہ قول محتاج ثبوت نہیں ہے۔ سوائے جرمن ڈاکوؤں کے چیلے چانٹوں کے اسپر سارے عالم کا اتفاق ہے باقی دنیا کو چھوڑ کر اول خود ہندوستان کے علماء عقلاء لیڈروں اور اہل الرائے اور جماعتوں کے خیالات ہمارے دعوے کی تائید میں ملاحظہ فرمایئے۔

شری اروبندو گھوش سے بڑھکر ہندو دنیا میں دوسری ہستی نہیں ہے۔ علاوہ زبردست عالم اور فلسفی ہونیکے وہ سچے محبان وطن کے ابتدائی گروہ کے اعلیٰ ترین رکن ہیں اونھوں نے

بغاوت کا مقدمہ اور طرح طرح کی سختیاں خدمت وطن میں جھیلیں مگر آخر کار
ہندی پالیٹکس کے گندے کام کو ترک کرکے جلاوطنی اختیار کی اور فرانسیسی
علاقہ کے شہر پانڈے چری میں سکونت اختیار کرکے ایک آشرم کھولا
جہاں دنیاداری چھوڑ کر درویشانہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان بزرگ نے
جنکو انگریزوں سے ہمدردی کی کوئی وجہ نہیں ہے اور ذاتی نفرت کے
بہت سے اسباب ہیں۔ اشرم کی طرف سے لڑائی کے لئے چندہ بھیجتے
ہوئے حسب ذیل ارشاد فرمایا ہے۔ "ہم ہزایکسیلنسی گورنر بہادر کی خدمت
میں اپنا مشترکہ چندہ مبلغ پانسو روپیہ مدراس وار فنڈ کے لئے پیش کرتے
ہیں یہ رقم (جو کہ سابقہ رقومات کے سلسلہ میں ہے) اس غرض سے بھیجی جاتی ہے
کہ نازی جرمنی کے جبر و ظلم کے مقابلہ میں برٹش قوم اور امپائر جو جنگ کر رہی ہے
اوسمیں اوسکے ساتھ ہماری کامل امداد اور جس مقصد کیواسطے وہ لڑ رہی ہے
اوس سے ہماری پوری پوری ہمدردی ظاہر ہو۔ ہم محسوس کرتے ہیں کہ یہ
لڑائی نہ صرف اپنی جائز مدافعت میں اور نیز اون قوموں کی مدافعت میں ہے
جنپر جرمنی اور نازی طرز زندگی کی طرف سے دنیا بھر کے تحکم کی دھمکی ہے۔ بلکہ
تہذیب اور اوسکے بہترین اجتماعی کلچرل اور روحانی فوائد کے بچاؤ کے لئے
اور فی الواقع بنی نوع انسان کے سارے مستقبل کے بچاؤ کے لئے بھی یہ لڑائی ہے
چاہے کچھ بھی ہو اس مقصد کے لئے ہماری اعانت اور ہمدردی بے لغزش

ثابت ہوگی. ہمکو برطانیہ کی فتح کی امید ہے اور اس فتح کے نتیجہ سے امن کی بین الاقوامی اتحاد کی اور اب سے بہتر دنیا کے نظام کی بھی امید ہم رکھتے ہیں۔

ڈاکٹر ربندر ناتھ ٹگور شہرۂ آفاق بنگالی شاعر اور مقدس ہستی کا فرمانا ہے

"آج ہم اس خوفناک تباہی کی قوت کے سامنے سہمے ہوئے کھڑے ہیں جس کے سیلاب نے اتنی تیزی سے دنیا کو ڈھانپ لیا ہے مجکو ہندوستان کی کمی وسائل اور ضعف آواز پر افسوس ہے جو اوس ٹڈی دل فوج کو جو تہذیب کی پائیداری کے لئے دہمکی ہے - روکنے کیواسطے ذرہ بھر بھی کافی نہیں ہے - آج ہمارے سارے متفرق پولیٹکل مسئلے اب ایسے عالمگیر پالیٹکس میں جاملے ہیں جو اوس ممالک متحدہ امریکہ کی مدد کا خواستگار ہے جو روحانیت کا آخری ملجا و ماوی ہے"۔

خود مہاتما گاندھی جی کے ابتدائی اور اصلی خیالات حسب ذیل تھے۔

"مجکو اسوقت ہندوستان کی آزادی کی فکر نہیں ہے وہ تو ملکر رہیگی لیکن اگر انگلستان اور فرانس کی شکست ہوئی یا جرمنی پر فتح ہوئی تاک یہ دونوں ملک تباہ و برباد ہوگئے تو وہ آزادی کس کام کی ہوگی"

"میں اپنی محبت اور برکت کا پیغام اون سارے اہل پولینڈ کو

بھیجتا ہوں جنکے نزدیک مخلوق کی بہتر زندگی کی بنیاد صرف راستی اور محبت ہو سکتی ہے اور جو اس نصب العین کے لئے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں وہ حق پر ہیں اور اونکی فتح یقینی ہے"۔

پنڈت جواہرلال نہرو (سابق پریزیڈنٹ انڈین نیشنل کانگریس) "مجکو فرانس اور انگلینڈ کی قوموں سے اونکے کٹھن وقت میں بڑی ہمدردی ہے۔ مجکو اٹلی کے طریقہ حملہ آوری سے ہرگز کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اس سے بدتر خود غرضی کی مثال ملنا دشوار ہے۔ برخلاف اٹلی کے کانگریس برطانیہ پر اسوقت چوٹ لگانا نہیں چاہتی جبکہ وہ بڑی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے"۔

"یہ بالکل صحیح ہے کہ ایسی لڑائی ہیں کہ ایک طرف جمہوریت اور آزادی ہے اور دوسری طرف فیسزم ہماری ہمدردی لامحالہ جمہوریت کے ساتھ ہے اور فیسسٹ لیڈرونکی فتح کا خیال ہم بخوشی برداشت نہیں کرسکتے ہیں"۔

مسز سروجنی نائڈو - مشہور شاعرہ اور سابق پریزیڈنٹ کانگریس "ہندوستان اور برطانیہ کی قسمتیں باہم بنی ہوئی ہیں - ایک فاتح جرمنی کے ذریعہ ڈکٹیٹری کی آمد ہزار آفتونکی آفت ہوگی"۔

مولانا ابوالکلام آزاد صاحب (موجودہ پریزیڈنٹ کانگریس) "اگر جرمنی نے اپنی تعدی سے تاریخ کا سب سے

بڑا جرم کیا ہی تو اٹلی نے دوسرے نمبر کا بڑا جرم دائرہ جنگ کو پھیلا کر کیا ہی"

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کا رزولیوشن "آل انڈیا کانگریس کمیٹی کو برٹش قوم اور اون سب قوموں سے جو لڑائی میں مبتلا ہیں ہمدردی ہی۔ برٹش قوم نے خوف و خطرہ کے مقابلہ میں جو بہادری اور جفاکشی دکھلائی ہی کانگریس والے اوسکی داد دینے سے باز نہیں رہ سکتے۔"

کانگریسی اخبار ایڈوانس (۲۹ ستمبر ۴۰ء کی اشاعت میں) جرمنی اٹلی اور جاپان کے اتحاد ثلاثہ کو ڈاکوؤں کے معاہدے سے موسوم کرتے ہوئے لکھتا ہی "مگر اسکا کیا سبب ہی کہ ہٹلر مسولینی اور پرنس کونوئی خاص اسوقت اپنی دوستی پر زور دے رہے ہیں اور اُسکا شور مچا رہے ہیں۔ اسکا جواب سادہ ہی یعنی برلن پر عیاں ہی کہ برطانیہ جیتنے کی جنگ اخلاقاً ہر چکی ہی۔ جرمن قوم کا جوش قائم رکھنے کے لئے برلن کو نیا مرکز بنانے کی ضرورت ہی اس ہی کا نتیجہ یہ معاہدہ ہی جو بلاشبہ برطانیہ اور امریکہ کا اتحاد عمل بہت جلد مکمل کرا دیگا"

مسٹر گوپالا ریڈی (سابق کانگریس منسٹر مدراس) ہمنے جیسا چاہئے اس بات کو ذہن نشین نہیں کیا ہی کہ ہٹلر کی کامیابی کے معنی سارے ملکوں کی آزادی کی فنا ہونگے۔ ہم سب خوب سمجھتے ہیں کہ

برطانیہ کا لڑائی جیتنا ضروری ہے اور صراحۃً یا کنایۃً ہم کوئی ایسی بات نہیں کرینگے جس سے دشمن کو جیت میں مدد ملے۔"

مسٹر سی راجا گوپال چاریار (سابق کانگریس پریذیڈنٹ) "ہم سبکو انگریزوں کی فتح کی دعا مانگنا چاہیئے یہ سب کی آرزو ہونا چاہیئے کہ ہٹلر کو شکست ہو۔"

مسٹر سیتا مورتی (کانگریس لیڈر) "ایک بھی صحیح الدماغ ہندوستانی ایسا نہیں ہے جو ہٹلر یٹ اور اسٹالینیت کی فتح چاہتا ہو اہل برطانیہ بڑی معقول قوم ہیں۔ ہم مہاتما گاندھی اور کانگریس سب یہ چاہتے ہیں کہ انگلستان کی فتح ہو۔ ہٹلر کی فتح کے معنی دنیا میں ڈکٹیٹری ظلم اور وحشیانہ طاقت کی فتح ہونگے اور میری دلی امید ہے کہ جو لوگ ان شیطانی قوتوں سے لڑ رہے ہیں وہ فتحیاب ہو کر رہینگے۔"

سردار ولابھائی پٹیل (کانگریس لیڈر) اس جنگ میں سارے ہندوستانی لیڈروں کی ہمدردی انگلینڈ اور فرانس کے ساتھ ہے۔"

مسٹر ایم این رائے (لیگ آف ریڈیکل کانگریس من کے پریزیڈنٹ جو انٹرنیشنل کمیونسٹ رہے ہیں اور جنہوں نے برسوں جرمنی روس اور جاپان میں ہندوستانی آزادی کا پروپاگنڈا

کیا ہی) فتحیاب فیسزم کا سیلاب غربی یورپ کے سب ملکوں پر چڑھ
گیا ہی آج اس دھمکی کے برخلاف نہ صرف اپنے ملک کی آزادی کی خاطر
بلکہ بنی نوع انسان کی آزادی اور تہذیب کی خاطر برطانوی قوم ایک
جان توڑ کشتی میں ڈٹی ہوئی ہی۔ اوسکی مغلوبی سے ہندوستان کو
کسی قسم کا فائدہ نہیں ملسکتا ہی برعکس اسکے فتحیاب فیسزم کے ریلے کو
اتنی کافی مدت تک روکے رکھنے سے کہ دوسری طاقتوں کا اثر صورت حال
پر ڈالا جاسکے وہ بالآخر فیسزم کے سقوط کا اور تہذیب جدید کے سخت
آزمائش سے بچکر پھر جنم لینے کا باعث ہوگی۔ یہ لوگ نہ صرف ہر ایسے
آدمی کی اخلاقی مدد اور دلی ہمدردی کے بلکہ عملی تعاون کے مستحق ہیں
جن کے دلمیں ترقی اور آزادی کا جذبہ پایا جائے"۔

کنور آنند سنگھ۔ یوپی پالیمنٹری پارٹی کے چیف ہونے کا نگریس کو چھوڑ کر مسٹر ایم این روے سے ملکر متفقہ وزارت
بنا کر برطانیہ کو پوری مدد دینے کا کام انجام دینے کی رائے کا اظہار کیا ہی۔

مسٹر اے کے سپلے (ریڈیکل کانگریس میں) "اب یہ لڑائی تمام عالم کی جنگ ہوگئی ہی جسمیں جھگڑے کی بات (ڈیماکریسی
اور ظلم کا مقابلہ) ہی اپنے ذاتی فائدہ کے واسطے ہمکو فیسزم کے مقابلہ میں
بلا شرط اور ہمت اور زور شور سے لڑنا چاہیئے کیونکہ یہ دنیا کی امن کے

لئے خطرہ ہی"

سر تیج بہادر سپرو بھی فرماتے ہیں کہ لڑائی میں برطانیہ کو پوری پوری اور بلا شرط مدد دیجائے - اونکی صدارت میں بمبئی میں جو کانفرنس ہوئی اوس نے کانگریس کی پالیسی کی مذمت کرتے ہوئے پوری مدد دینے کی ترکیب نکالنے کی کوشش کی۔

مسٹر راما سوامی نیکر (پریزیڈنٹ ساوتھ انڈین لبرل فیڈریشن) "ہندوستان کا فرض ہی کہ جرمنی کے خلاف لڑائی میں برطانیہ عظمیٰ کی دل و جان سے مدد کرے"

سر پی۔ ایس سیوا سوامی ایر نے بھی برطانیہ کو پوری پوری مدد دینے پر زور دیا ہی۔

مسٹر وی این چندا ورکر (پریزیڈنٹ نیشنل لبرل فیڈریشن) "برطانیہ دنیا بھر کی خود مختاری اور جمہوریت کے بچاؤ کیلئے لڑ رہا ہی اور پوری ہمدردی - اعانت اور تعریف کا مستحق ہی"

مسٹر جمنا داس مہتا اور مسٹر وی پی کا ئنک بمبئی کے نیشنلسٹ لیڈروں نے برطانیہ کی مدد کے لئے زبردست اپیل کیا ہی

پنڈت ایچ این کنزرو (مشہور ہندو قائمقام کونسل آف اسٹیٹ میں) "ہماری ہمدردی تمام وکمال انگلستان کے ساتھ ہی ایک ہندوستانی بھی ایسا نہیں ہے۔ جو ٹوٹیلیٹیرین طاقتوں کی فتح کا خواہاں ہو"

پنڈت پی این سپرو (ممبر کونسل آف اسٹیٹ) "نازی فیسٹ فتح سب سے بڑی مصیبت ہو گی جو انسانوں پر کبھی نازل ہوئی ہو"

قائداعظم مسٹر جناح نے بھی عید کے موقع پر اعلان کیا تھا کہ برٹش گورنمنٹ کو مدد دینا مسلمانوں کا فرض ہے کیونکہ اسی ہی سے اونکے اپنے گھر بار کی حفاظت ہو سکتی ہے۔ اور موصوف نے یہ بھی اپیل کیا تھا کہ اسلامی ممالک پر اسوقت ظلم کی جو دھمکی ہے اوسکے خلاف مسلم ہند کی ہمدردی اور پریشانی کے اظہار کے واسطے یکم نومبر سنہ ۱۹۴۰ء کا دن منایا جائے۔

سر سکندر حیات خانصاحب جو مسلم انڈیا کے دو تین چوٹی کے لیڈروں میں سے ہیں اونکے ارشادات برطانیہ کی بلا شرط مدد کے بارہ میں ان گنت ہیں ایک موقع پر وہ فرماتے ہیں "ہم میں سے ہر فرد بخوبی محسوس کرتا ہے کہ ملک میں بالفعل اتحاد کی سخت ضرورت ہے

سامنے فرقہ وارانہ اور دستوری مسائل بالکل ہیچ ہیں تاکہ ملک کی صحت
سلامتی بھی محفوظ ہو اور اوس ایک جمہوریت کو مدد بھی پہونچائی جاسکے
جو تن تنہا باقی رہگئی ہی اور بڑی اکثریت کے مقابلہ میں میدان میں ڈٹی
ہوئی ہی اور جسکی نسبت بلحاظ برٹش قوم کی اور اوسکے لیڈروں کی ہمت
کے مجھے یقین ہی کہ وہ جیت کر رہیگی"

"یہ لڑائی تہذیب انصاف اور آزادی کے پاک مقصد کے لئے ہی
تاکہ مادر وطن بیرونی دھاوؤں سے بخوف و خطر رہے"

نواب سر احمد سعید خانصاحب (چھتاری، ایے) جو مسلم لیگ کے
رکن رکین ہیں اور یوپی کے سب سے بڑے مسلم لیڈر ہیں وہ بھی صمیم قلب سے
پورے تعاون کے قائل ہیں۔

سردار اورنگ زیب خان صاحب (ممبر ورکنگ کمیٹی آل انڈیا مسلم لیگ)
"اسوقت مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض برطانیہ
کی امداد ہی"

ہندو مہاسبھا کا جلسہ منعقدہ ۲۸ ستمبر ۱۹۴۰ء بمقام لکھنؤ "سماج
اور تہذیب کے لئے نازیت بڑی دھمکی ہی
اور اسکی جڑ اوکھیڑ پھینکنے کے لئے ہندوستانیوں کو ایڑی چوٹی کا زور لگانا
لازم ہی"

ڈاکٹر موبنجے لیڈر ہندو مہاسبھا "لڑائی میں ہندوستان کو برطانیہ کی بلا شرط مدد کرنا چاہیئے"

آل انڈیا ہندو لیگ کے رزولیوشن مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۰ء میں نازیت کو ہندو روایات کے منافی اور تہذیب و آزادی کے خلاف خطرہ بتاتے ہوئے برطانیہ سے ڈومینین اسٹیٹس اس غرض سے مانگا گیا تاکہ ہٹلریت کو ہرانے کے کام میں انتہائی مدد مل سکے۔

مسٹر وی ڈی سورکر (پریزیڈنٹ ہندو مہاسبھا) نے عدم تشدد کو بُرا بتایا اور ہندو جوانوں سے فوج میں بھرتی ہونیکی اپیل کی۔

راجہ کماکشیا نراین سنگھ دربہا (بہار پراونشیل ہندو کانفرنس میں) "بہت سے وجوہ سے ہمکو لڑائی میں حلیف مدد کرنا لازم ہی۔ گورنمنٹ کو لڑائی جتانے کے لئے مدد کرنا ہمارا دھرما یعنی فرض ہی"

لیڈروں کی کانفرنس (منعقدہ ناگپور بماہ اکتوبر ۱۹۴۰ء) اس میں نان کوآپریشن کی مذمت کی گئی اور برطانیہ کی بلا شرط امداد کا وعدہ کیا گیا۔

ڈپریسڈ کلاسز ایسوسیئشن کے سکریٹری مسٹر جے ایم تھواڈے
نے ایک جلسہ میں برطانیہ کی اعانت
پر زور دیا اور لڑائی جیتنے کے لئے برطانیہ کی امداد کا رزولیوشن پاس ہوا

راؤ صاحب ایم سیوا راج (ایم ایل اے پریزیڈنٹ آل انڈیا
پوسٹل اینڈ آر ایم ایس اینڈ ٹیلیگرافس
سوسائیٹیز کانفرنس) "یا آپ برطانیہ کی مدد کریں یا نہ کریں اور تیسرا کوئی
راستہ نہیں ہے۔ اگر آپ سچائی سے محسوس کرتے ہیں کہ برطانیہ آزادی
اور خود مختاری کے اصولوں کے لئے لڑ رہا ہے تو یہ آپکا قطعی فرض ہے کہ
بلا شرط اوسکی مدد کریں"

ماسٹر تارا سنگھ (مشہور اکالی لیڈر اور سابق کانگریس لیڈر) "یورپی
جنگ افریقہ میں آچکی ہے اور ایشیا تک اوس کا
پہنچنا ہر وقت ممکن ہے ہم نازک وقت میں سے گذر رہے ہیں لہذا ہمکو
اپنی ذمہ داریاں محسوس کرنا چاہئیے۔ تخیل دور بینی اور عقلمندی سے
ہمارے لیڈروں کی محرومی قوم کو برباد کر دیگی"

لالہ لچھمن داس (کونسل آف اسٹیٹ میں پروگریسو پارٹی کے ممبر) نے
کھتریا کانفرنس کی صدارتی تقریر میں کہا۔ موجودہ
جنگ جمہوریت اور استبداد کی قوتوں میں ہو رہی ہے جیسا کہ

یقین ہے کہ برطانیہ کی قطعی فتح کے بعد ہندوستان کے مطالبہ آزادی سے بے اعتنائی نہیں کی جائیگی اس جنگ میں برطانیہ کی مدد کرنا ہمارا فرض ہے۔"

مسٹر سی پی مہتا (مشہور کاروباری لیڈر) نے ہندوستانی مرچنٹس چیمبر کو ایڈریس دیتے ہوئے) جس شجاعت دلیری وفاداری اور مردانگی سے برٹش قوم اپنے دشمنوں کے بے پناہ حملوں کا مقابلہ کر رہی ہے اوس نے دنیا سے زبردست خراج تحسین وصول کیا ہے"

انڈین سیمنز یونین نے یکم ستمبر ۴۱ء کو کلکتہ میں رزولیوشن پاس کیا ہندوستانیوں سے عموماً اور ٹریڈ یونینوں سے خصوصاً درخواست کی گئی کہ برطانیہ کی بلا شرط امداد کریں جو کہ آزادی اور ڈیماکریسی کی طرف سے جنگ لڑ رہا ہے"

طالبعلموں نے کلکتہ یونیورسٹی انسٹی ٹیوٹ ہال میں ریزولیوشن پاس کیا کہ نازیت کے مقابلہ میں برطانیہ کو بے شرط مدد دینے کی پالیسی اختیار کرنا چاہیئے

ڈاکٹر شیاما پرشاد مکرجی نے بنارس ہندو یونیورسٹی کے کانووکیشن ایڈریس میں) بتایا کہ اہنسا کے اصول کی بابت بڑی خام خیالی پھیلی ہوئی ہے اور کہا "اگر میں نے اپنے ملک کی تاریخ کو صحیح سمجھا ہے تو ایسی امن پسندی جو ظلم کے خلاف ہتھیار اوٹھانے سے

انکار کرے اور مخلوق کو سکھائے کہ جور و تعدی کو چپ چاپ دیکھا کرے ایسی امن پسندی ہندوستان کی صحیح تعلیم نہیں کہلائی جا سکتی ہے ہمکو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ رشی لوگ بہادری کو بہت پسند کرتے تھے۔

سر پرشوتم داس ٹھاکرداس (مشہور کاروباری لیڈر) ایسٹ انڈیا کاٹن

ایسوسیئیشن بمبئی کے جلسے کے سامنے ایڈریس

دیتے ہوئے) "جب میں یہ کہتا ہوں کہ اس ایسوسیئیشن کا ہر ممبر بلکہ ہندوستانی فرقہ تجارہ کا ہر فرد یہ تمنا رکھتا ہے کہ اس لڑائی میں برٹش فوج کی فتح کے واسطے زیادہ سے زیادہ مدد کرے تو میں رائے عامہ کی محض ترجمانی کر رہا ہوں۔"

دستور جی صاحب خورشید جی (پارسیوں کے پیشوائے اعظم)

ارنح جی پاوری "ڈیڑھ برس سے زائد گذرا کہ میں نے

دوسری قوموں کے لیڈروں کے

ساتھ ملکر اپیل کی تھی کہ برطانیہ کی مدد کے لئے سب متحد ہو جائیں۔ باوجودیکہ بعض حلقوں نے تعاون نہیں کیا ہندوستان نے روپیہ سپاہی اور سامان فیاضی سے پیش کرکے سلطنت کے روزافزوں وسائل میں اضافہ کیا۔ اب لڑائی کا نازک وقت آ گیا ہے اور میں اپنے ہم مذہبوں اور اہل وطن سے پھر اپیل کرتا ہوں کہ وہ برطانیہ

کے واسطے پوری پوری ہمدردی اور اعانت جاری رکھیں۔

احمدیہ جماعت کے خلیفہ مرزا بشیر الدین صاحب	ان حضرات کی تلقین بھی اپنے پیرووں کو یہی ہے کہ برطانیہ کی مقدور بھر مدد کرنا چاہئیے
بوہروں کے ملا صاحب ہز ہولی نس	
سیدنا ملا طاہر سیف الدین	
ہز ہائی نس سر آغا خاں صاحب	

مرہٹوں نے

کلکتہ میں ۱۹۴۰ء میں ایک بڑا بھاری مذہبی جلسہ منعقد کیا جس میں اس باثر فرقہ کے سارے افراد اور ۲۸۰ فاضل پنڈت شریک تھے۔ مذہبی رسوم کے ساتھ برطانیہ کی فتح کے لئے دعا مانگی۔

سرحدی سرداروں اور ملاؤں کے ایک جلسہ نے طے کیا کہ برطانیہ کی پوری پوری مدد کی

جائے اور ایپی کے فقیر سے کہا جائے کہ وہ اپنی کارروائی بند کردے کیونکہ برطانیہ ہی اسوقت اسلامی ممالک کو دشمنوں کے نرغے سے بچا رہا ہے۔

جملہ جلیل القدر والیان ریاست نے بھی برطانیہ کی پوری پوری امداد کے اپیلیں کی ہیں

ان میں سے تین اسمائے گرامی کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ہز ایگز الٹڈ ہائینس حضور نظام شہریار دکن نہ صرف سب سے اعلیٰ دیسی والی ملک ہیں بلکہ مسلم ہند میں ان کی شخصیت لاثانی ہے جس کے اثر سے خاص و عام کوئی بری نہیں ہے کوئی قدیم شریف گھرانا اور کوئی معقول مسلم انسٹی ٹیوشن ممدوح کے چشمہ کرم سے بے بہرہ نہیں ہے وہ مسلمانوں کے قدرتی لیڈر ہیں جن کا ارشاد ہر جگہ بڑے احترام سے سنا جاتا ہے ہز ہائینس حضور مہاراجہ صاحب پٹیالہ پنجاب کے سب سے بڑے والی ملک اور طاقتور سکھ قوم کے مانے ہوئے لیڈروں کے لیڈر ہیں۔ اونکی آواز سارے سکھوں کی آواز ہے۔ ہز ہائینس حضور نواب صاحب بہادر رام پور یوپی کے سب سے بڑے والی ملک اور ہندوستانی شیعوں کے سرگروہ ہیں یوپی کی انگنت انسٹی ٹیوشنیں اونکے فیض سے بہرہ یاب ہیں مسلم یونیورسٹی کے پرو چانسلر ہیں اور ایک رئیس کے فرزند اور روایات کے وارث ہیں جنکی قدر و منزلت کا سکہ ملک کے ہر طبقہ کے دلوں پر تھا اور جنکی نسبت ہز ایکسلنسی وائسرائے نے چیمبر آف پرنسز کے روبرو فرمایا تھا کہ رؤسا کے درمیان وہ مدبر (یعنی بزرگ و ناصح) کی حیثیت رکھتے تھے۔

سطور بالا سے تو ہندوستان کے پولیٹکل مذہبی معاشی اور کاروباری سرداروں اور رہنماؤں کی رائیں ظاہر ہیں اب عملی پہلو سے دیکھئے تو یہ حالت ہے کہ اہل دولت چندہ اور قرضہ کے کام میں بڑا حصہ لے رہے ہیں۔ دیسی رؤسا نہ صرف چندہ اور قرضہ سے بلکہ اپنی فوجوں سے بھی مدد کر رہے ہیں۔ نوجوان جوق جوق ہوائی اور بری افواج میں بھرتی ہو رہے ہیں ہندوستانی فوجیں جن میں ہر فرقہ اور مذہب کے آدمی شامل ہیں دنیا کے مختلف گوشوں میں ہندوستان کا نام روشن کر رہی ہیں اور اپنی بہادری اور وفاداری کی روایات میں اور چار چاند لگا رہی ہیں۔ ان امور پر نظر ڈالتے وقت یہ بھی ملحوظ رہے کہ کانگریس اور اوس کے چیلے چانٹے عدم تعاون پر ایڑی چوٹی کا زور لگا رہی ہیں اور اوسکے نام بیواطرح طرح کی جھوٹی باتیں پھیلا رہے ہیں تو کانگریس کے مصنوعی دعوؤں کا بھنڈا رکھی پھوٹ جاتا ہے اور جتنی امدادی کوشش ہندوستان نے کی ہے اوس کو اصلیت سے سو گنا سمجھا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

یہ محتاج بیاں نہیں کہ ہندوستان سے باہر اس مسئلہ میں کیا رائے ہے جو کوئی اس مسئلہ سے تھوڑی دلچسپی رکھتا ہے اوس کو

معلوم ہے کہ ڈکٹیٹری ملکوں کے سوا کسی کو جرمنی سے ہمدردی نہیں ہے اور وہ سب برطانیہ کی فتح کے خواہاں ہیں ڈکٹیٹروں میں سے بھی گو روس برطانیہ کے ساتھ نہیں لیکن جرمنی کی فتح بھی نہیں چاہتا ہے۔ مثلاً حملہ یوگو اسلافیا سے چار روز پیشتر اوس ملک سے اتحاد کا معاہدہ کرنا یا جاپان سے جرمنی کو سامان جنگ کی درآمد اپنے ملک میں سے ہو کر بند کرنا ایسی سب باتیں اسی ہی کی دلیل ہیں۔

جملہ اسلامی ممالک بلا استثناء دل وجان سے انگریزوں کے حامی اور مددگار ہیں اور ایسا نہ بھی کیونکر ہوتا برطانیہ نے ہی مصر کو جو ٹرکی کے بعد سب سے بڑی اسلامی طاقت ہے ایک خراب وخستہ حالت سے موجودہ دولتمندی عروج اور آزادی کے بلند رتبہ پر پہنچایا اور اسوقت بھی ہی دشمنوں سے اوسکی حفاظت کر رہا ہے حجاز و عراق شرق اردون کو بھی انہیں کی بدولت آزادی ملی اور ترقی کا دروازہ اونکے واسطے کھل گیا۔ یہی فلسطین کا بھی حال ہے گو بوجہ عرب و یہودی مسئلہ کے وہاں بڑی مشکلات کا سامنا رہا تاہم یہ عجیب و غریب مظاہرہ انگریزوں کی ہر دلعزیزی کا اور انگریزوں سے فلسطین کی ہمدردی کا ہے کہ باوجودیکہ اوس ملک میں عرصہ سے عربوں اور یہودیوں

میں جنگ و جدل جاری تھا جسمیں انگریزی فوج کو بھی حصہ لینا پڑتا تھا تاہم اس لڑائی کے شروع ہوتے ہی وہ سب کچھ دب گیا اور سارے فرقے متحد ہو کر برطانیہ کی امداد کرنے لگے۔ شام چونکہ برطانیہ کے زیر سایہ نہ تھا ایسی ترقی سے محروم رہا تاہم سلطنت عثمانیہ کے امپیریل تسلط سے علیحدگی اوسکو بھی انگلستان کی بدولت حاصل ہوئی اور اسوقت بھی برطانیہ کا شام پر حملہ شام والوں کو ٹیکس کے پنجے سے چھڑانیکی خاطر ہے۔ یہ یقین کرنے کے اسباب کافی ہیں کہ شامیوں کو بھی انگلستان سے ہمدردی ہے گو مصلحت وقت سے اور جان بچانے کے لئے وہ کوئی کارروائی اوسکی موافقت میں نہ کر سکیں۔ لیبیا والے عربوں کے آزاد کرانے کی کوشش بھی برطانیہ کی طرف سے جاری ہے۔

<u>ابی سینیا</u> پر اٹلی کے حملے کے وقت برطانیہ ہی نے اوسکی مخالفت کی اور اگر اوسوقت فرانس بودا پن نہ کرتا اور کاندھا نہ ڈالدیتا تو یقیناً اٹلی کو برطانیہ ابی سینیا نگلنے نہ دیتا۔ پھر بھی انگلستان ہی نے اس اڑے وقت میں اکیلے پکیلے اٹلی سے ابی سینیا اوگلوا لیا ہے اور انشاء اللہ وہ وقت دور نہیں کہ لیبیا بھی اوگلوا لیا جائے

<u>بیچارہ چین</u> چار سال سے جاپان جیسی عظیم الشان بحری اور بری

طاقت کی ٹکر او ٹھا رہا ہی اور حملہ آور کے دانت کھٹے کر دئے ہیں۔ یہ بھی بڑی حد تک اوس مدد کی بدولت ہی جو انگلستان کی طرف سے چین کو ملتی ہی اور یہ سرا سر زبردست ثبوت اس امر کا ہی کہ انگلستان کمزوروں کا حامی اور اعلیٰ اصولوں پر سختی سے قایم ہی۔ غور کا مقام ہی کہ برطانیہ زندگی اور موت کی جنگ میں مبتلا ہی جس میں اتنا مال و دولت پھک چکا ہی کہ اب امریکہ کی مالی امداد کی بھی ضرورت پڑی اور اگر جاپان جیسی بڑی طاقت کی طرف سے اوسے اطمینان ہو جائے تو لڑائی جیتنے میں بے حد سہولت ہو سکتی ہی اور جو سختی اور بار اس وقت برطانیہ پر ہی وہ یکایک ہلکا ہو سکتا ہی اگر وہ جاپان سے وعدہ کرے کہ چین کو مدد نہ دیگا تو اسوقت جاپان جرمنی سے ٹوٹ جاتا ہی۔ مگر چین کی آزادی کو بیچ کر برطانیہ کو نفع حاصل کرنا گوارا نہیں ہی ایسا ذلیل کام ڈکٹیٹروں ہی کو سزا وار ہی۔ برطانیہ اس قیمت پر اپنی عافیت حاصل کرنے کو بھی آمادہ نہیں ہی۔

<u>ٹرکی کے رویہ</u> سے اہل بصیرت کو ایک بڑا قیمتی سبق مل سکتا ہی جسوقت اٹلی نے البینیا پر حملہ کیا تھا ٹرکی نے ظالموں کا ہاتھ روکنے کے لیئے برطانیہ کی جانبداری کا وعدہ کیا تھا۔ تب سے باوجود محور کے بڑھتے ہوئے جبر و ظلم۔ قوت و

طاقت کے اور باوجود جرمنی کے پھسلانے لالچ دلانے اور دھمکانیکے
اِنتک ٹرکی اپنے عزم میں نہ ڈگمگایا نہ پشیمان ہوا - غور کیجئے یہ وہی
ٹرکی ہے جسکے انگریزوں کے ہاتھوں حال ہی میں ٹکڑے نوالے
ہوئے تھے اور بڑی درگت بنی تھی اگر وہ جرمنی کے دم میں آجاتا
تو سابق دشمن سے بدلا لینے کا آسان اور اچھا موقع تھا اور خود کو
بھی خطرہ میں پڑنا نہ ہوتا مگر اوسہی اگلے دشمن سے اب اوسنے
ایسی گہری دوستی کر رکھی ہے کہ بدل وجان برطانیہ کے ساتھ ہے اور
ہر خطرہ میں پڑنے کے لئے تیار ہے بغیر کسی زبردست سبب کے ایسا کیونکر
ممکن ہے اور سبب اہل دانش پر روشن ہے کہ انگریز حق پر ہیں کمزوروں کے
حامی ہیں صرف ظلم مٹانیکے واسطے لڑ رہے ہیں اور جیت بھی آخرکار
اونہی کی معلوم ہوتی ہے۔

جنوبی افریقہ کا طرز عمل

اس سے بھی بڑھ چڑھ کر سبق آموز ہے
اس ملک میں بوروں کی اکثریت ہے
حکومت میں بھی اونہی کا غلبہ ہے اور وزیر اعظم فیلڈ مارشل اسمٹس
بھی بور ہیں - چالیس سال ہوئے کہ بوروں کی دو آزاد جمہوری سلطنتیں
ٹرانسوال اور آرنج فری اسٹیٹ تھیں اونپر برطانیہ نے فوج کشی کی
بور قوم تین سال تک بہادری سے لڑتی رہی مگر بالآخر شکست

کھائی اور وہ دونوں ریاستیں برطانیہ کی عملداری میں ملالی گئیں
اونکی آزادی ختم ہوگئی اور لڑائی میں جو جو سختیاں فاتح کے ہاتھوں
مفتوحونکو جھیلنا لابدی ہوتی ہیں وہ سب بوئرونکو اوٹھانا ہوئیں
اوس زمانہ کے لوگ بیشتر موجود ہیں اور سختیونکی یاد تازہ ہی اور انگریز
بوئر کے فرقہ وارانہ مسئلہ کی بدمزگی بھی جنوبی افریقہ میں خوب ہی پائی ہی
حیرت کا مقام ہی کہ موجودہ جنگ چھڑنے پر جنرل ہرٹزوگ وزیر اعظم کو
جو لڑائی سے الگ رہنا چاہتے تھے پبلک نے نکال دیا جنھوں نے صدمہ
کی وجہ سے پالٹکس کا دھندہ ہی چھوڑ دیا اور جنرل اسمٹس کو ساری
قوم نے اپنا کرتا دھرتا بنا دیا اور اسوقت برطانوی سلطنت میں
اس بوئر جرنیل سے بڑھکر دوسرا کوئی برطانیہ کا حامی اور مددگار
نہیں ہی۔ جنوبی افریقہ کی فوجوں نے سمالی لینڈ اور ابی سینیا
میں شاندار حصہ لیا ہی اور اب شمالی افریقہ کی طرف بڑھ رہی
ہیں۔ اس عجیب وغریب مظاہرہ کا بھی وہی سبب ہی جس کا
نیکی کے سلسلہ میں ذکر ہوا کہ برطانیہ کی نیکی اور شرافت کا سکہ
اس بہادر قوم کے دل پر بھی بیٹھا ہوا ہی جو دوست و دشمن دونوں حیثیت
سے اوسکا تجربہ کر چکی ہی اور جو اس بات کی قدر کرتی ہی کہ جس دشمن
نے کل اوسکے ٹرانسوال اور آرنج فری اسٹیٹ کو مٹایا تھا اوسی نے

چند روز بعد ان ملکوں کے ساتھ اپنی بڑی بڑی نوآبادیوں کو شامل کر کے ایک زبردست جنوبی افریقہ کی بنیاد ڈالی جسمیں بوروں کی اکثریت ہے اور اسکو ڈومینین کا درجہ دیکر پوری آزادی اور خودمختاری سونپ دی ہی۔

سلطنت برطانیہ کے اور حصے یعنی آسٹریلیا نیوزیلینڈ کینیڈا نیو فاونڈلینڈ نے بھی

پوری پوری ہمدردی وفاداری امداد اور جد وجہد کا ثبوت دیا ہی اور سب تن من دھن سے برطانیہ کی حمایت میں سرگرم و کوشاں ہیں۔ کوئی میدان کارزار ایسا نہیں ہی جہاں انکے سپاہی انگریزوں کے دوش بدوش نہ لڑتے ہوں اور کوئی سعی ایسی نہیں ہی جسمیں وہ حصہ نہ لیتے ہوں۔

اب ذرہ یورپ کی طرف ایک نظر ڈالیئے۔ یکے بعد دیگرے جس سلطنت پر جرمنی کا ظلم اور غلبہ ہوتا ہی وہ برطانیہ سے الغیاث پکارتا ہی اور حسبی المقدور برطانیہ ہر ایک کی فریاد پر لبیک کہتا ہی اور مدد کرتا ہی نازک سے نازک وقت میں برطانیہ کو یہ جواب گوارا نہیں ہے کہ اسوقت ہم پر خود ایسا کٹھن وقت ہی دوسرے کو مدد کیسی پہنچائی جائے۔ ابتدا چھوٹی چھوٹی سلطنتیں خام خیالی سے یہ سمجھی رہیں کہ ہم ناطرفدار رہ سکتے ہیں مگر جب اچانک حملہ پولینڈ

پر ہوا تو باوجودیکہ لڑائی کے واسطے برطانیہ قطعی تیار نہ تھا اوس نے پولینڈ کی حمایت میں اعلان جنگ کر دیا جب ڈنمارک اور نوروے پر جرمنی نے یلغار کی اور نوروے سے مدد کے لئے آواز بلند ہوئی تو سارے خطروں سے آنکھ بند کر کے برطانیہ نے اوسکی فریاد رسی کی۔ پھر مسٹر چرچل نے ایک اسپیچ میں یوٹرلونکو سمجھایا کہ کیوں پیش بینی سے کام نہیں لیتے اور ایک ایک کر کے ظالم جرمن بھوت کا نوالہ بنے جاتے ہو تو ہالینڈ کی طرف سے نکتہ چینی ہونے لگی کہ ہمکو ہمارا فرض بتانے والے آپ کون ہیں مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد ہالینڈ اور بلجیم کی باری آئی اور ظالم جرمن کے ہاتھ اونکی جان و مال اور آبرو لوٹنے کو بڑھا تو اونھوں نے بھی اسی برطانیہ کی دہائی دی اور برطانیہ تمام خطروںکو جھیلتا ہوا ہر ممکن مدد لیکر فوراً اونکی پشت پناہی کو آپہونچا۔ اور یہی صورت یونان پر جرمن چڑھائی کے وقت پیش آئی۔

یہاں یہ سوال غیر متعلق اور مغالطہ ہے کہ اس مدد سے کچھ حاصل ہوا یا نہ ہوا۔ کیونکہ اصل نکتہ یہ ہے کہ باوجود ان ممالک کی اپنی سابقہ غلطی کے اور برطانیہ سے الگ تھلگ رہنے کے برطانیہ نے ہرگز کسی موقع پر اعانت سے دریغ نہ کیا مزید براں یہ کہنا بھی غلط ہے کہ اس اعانت سے کچھ حاصل نہ ہوا۔ کیونکہ اوسکی بدولت ان

لوگوں کی قومی عزت بچ گئی اور اخلاقی جیت بھی انہی کی رہی
اپنے ہاتھ سے اپنے گلے میں رسّی ڈالنے کی ذلت سے وہ بچ گئے
اور اس الزام سے وہ بری رہے کہ اپنی آزادی کیواسطے جو کچھ
کر سکتے تھے وہ نہ کیا۔ سب سے بڑھکر یہ کہ آنے والی نسلوں کے
سامنے وہ اس بھاری جرم سے بچ گئے (جسکا وشی گورنمنٹ مرتکب
ہوئی ہے) کہ اوسنے ظالم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے برطانیہ کی فتح
کو جو انصاف کی فتح کے مرادف ہے التوا اور مشکلات میں ڈالدیا ہے
نتیجہ یہ ہے کہ سوائے ڈنمارک کے تمام جرمنی کے مفتوحہ ملکوں نے اپنی
اپنی حکومتیں علحدہ قائم کر رکھی ہیں جن میں سے بیشتر لندن میں واقع
ہیں اور سب کو برطانیہ کی مالی اخلاقی اور جنگی امداد ملتی ہے۔
رہے شمالی اور جنوبی امریکہ تو یہ کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ
جنوبی امریکہ کی کل سلطنتیں ممالک متحدہ
امریکہ کے ساتھ بالکل ملی ہوئی ہیں اور یہ سمجھوتہ ہے کہ ایک دوسرے کے
ظالموں سے امریکہ کے براعظموں کو بچایا جائے۔ یہ بھی اظہر من الشمس ہے
کہ ممالک متحدہ برطانیہ کے ساتھ ایک جان دو قالب ہیں۔ جیسا کہ وہ
پریزیڈنٹ روزولٹ کی ہر دل عزیزی آخری انتخاب سے ظاہر
ہو چکی ہے۔ موصوف نے اور انکے وزراء نے بیشمار بار صاف صاف

کہدیا ہی کہ ہم دل و جان سے برطانیہ کے ساتھ ہیں ہم اوسکا مددگار ہیں ہیں۔ جہانتک ممکن ہوگا ہم اوسکو مدد دینگے۔ سامان جنگ خوراک اور روپیہ دینگے۔ جہاز اور جنگی بیڑا دینگے۔ اپنے بیڑے سے سمندری راستے اوسکے لیئے صاف کرینگے۔ غرض جس طرح سے ہو سکیگا برطانیہ کو جتائینگے اور جرمنی کو مع اوسکے ساتھیوں کے ہرا کر رہینگے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارا ایسا کرنا فقط برطانیہ کی ہمدردی حق و انصاف کی جنبہ داری بنی نوع انسان کی بہبود اور جمہوریت کے بچاؤ کے لیئے ہی نہیں ہی بلکہ خود اپنی جان و مال اور عزت اور اصول زندگی کی حفاظت کے لیئے لازمی ہی۔ یہ نہ صرف امریکہ کے پریزیڈنٹ اور وزراء کے خیالات ہیں بلکہ مخالف پارٹی کے سب سے بڑے رکن مسٹر وِنڈل وِلکی جو روزویلٹ صاحب کے مقابلہ پر پریزیڈنٹی کے واسطے پچھلے انتخاب میں کھڑے ہوئے تھے اونکی اور اونکے ساتھیوں کی بھی سراسر یہی رائے ہی امریکہ صرف باتیں ہی نہیں کرتا ہی بلکہ وہاں کام بھی زور شور سے جاری ہی اور امریکی امداد انگلستان کو دھڑا دھڑ بھیج رہی ہی

<u>باقی یورپین ممالک</u> میں سے روس اور اسپین کا ذکر بیکار ہی کیونکہ یہ دونوں ڈکٹیٹری ملک ہیں اور

جو شخص ڈکٹیٹری طرز حکومت کو پسند کرے اوس سے ہمارا رشتۂ سخن نہیں ہی۔ ایسا شخص عجیب الخلقت ہی اوسکی حالت قابل رحم ہی دوم اسلئے کہ یہ دونوں ملک خاصکر روس برائے نام نیوٹرل ہیں یہ سبز زار اور پیٹ کے کتے ہیں جن کو لڑائی میں کودنے کی تو ہمت نہیں اور چاہتے ہیں کہ دوسرے لڑمر کر غارت ہو جائیں اور ہم نفع اوٹھائیں۔ رہے سوئٹزرلینڈ سویڈن اور فنلینڈ تو برطانیہ سے ان ملکوں کی ہمدردی ہیں ذرہ بھر شبہ نہیں ہی جیسا کہ وقتاً فوقتاً اونکے اخباروں سے واضح ہوتا رہتا ہی گو اونکو جرمنی کے ڈر سے بہت احتیاط برتنا پڑتی ہی پرتگال تو انگریزوں کا پرانا پکا حلیف اور دوست ہی اوسکی ہمدردی بالکل مسلم ہی۔

دوسرا حصہ

اس لڑائی کے اسباب کیا تھے؟

جواب میں ہٹلر اور اوسکے گرگے پہلے یہ کہتے رہے کہ معاہدہ ورسائی کی بے انصافیاں دور کرنیکے لئے یہ جنگ کرنا پڑتی ہی۔ یہ ایسا لچر دعویٰ ہی جسے کوئی ذی عقل قبول نہیں کرسکتا یاد رہی کہ معاہدۂ ورسائی کی سختیاں پہلے ہی سب دور ہو چکی ہیں۔ یہ ضرور ہی کہ ابتدا جرمنی کو بڑی مقدار سونے لوہے لکڑی وغیرہ کی تلافی نقصانات کے لئے

انحادیوں کو دینا پڑی تھی لیکن چند سال بعد جب جرمنی نے داویلا کری کہ تاوان کی قسطیں اوسکے نقد ورسے باہر ہیں تو نہ صرف اوسمیں بہت زیادہ کمی کردی گئی اور آخر کو بالکل بند کردیا گیا بلکہ جسقدر تاوان جرمنی دیچکا تھا اوس سے زیادہ انگلستان نے قرضہ کی شکل میں اوسکو دیدیا۔ صلحنامہ کی رو سے رائن لینڈ پر انحادیوں کا قبضہ ۱۵ سال تک رہنا تھا۔ مگر دس سال ہی میں اوٹھالیا گیا۔ جرمن فوج کو ایک لاکھ تک محدود کردیا تھا اس شرط کو بھی تھوڑے عرصے بعد جرمنی سے منوایا نہ گیا جو جرمن علاقہ غیر مسلح رہنا ٹھہرا تھا اوسکو جرمنی نے مسلح کرلیا تو بھی بازپرس نہ کیگئی جرمنی کے بڑا بنانیکے خلاف بھی روک ٹوک نہیں کیگئی بلکہ انگلستان نے اوس سے ایک معاہدہ کرلیا کہ اسقدر بیڑا جرمنی بنا سکتا ہی اور یہ آخر دو امور برطانیہ سے فرانس کی قدرے کشیدگی کے بہی باعث ہوئے۔ اسکے بعد مسٹر چیمبرلین نے چکوا سلوواکیا کو مشورہ دیکر سوڈیٹن لینڈ بہی اوس سے جرمنی کو چپ چاپ صلح کی خاطر دلوادیا۔ یہی نہیں بلکہ چھینی ہوئی جرمن نوآبادیات کی نسبت بھی پرامن طریقہ پر گفت و شنید کے لئے برطانیہ تیار تھا۔ آخر میں چکوا سلوواکیا کا جرمنی نے خاتمہ کردیا اور اسکا بڑا حصہ چھین لیا تب بھی کوئی مانع نہ ہوا۔

لندن میں ایک بڑا گروہ صلحنامہ ورسائی کو رات دن برا کہتا تھا
حالانکہ تجربہ نے بتا دیا ہے کہ اوس سے بھی بہت زیادہ سخت شرطیں
جرمن منوا رہے تھے اور یہ کہ اگر اوس صلحنامہ کی پابندی ہوتی تو آج یہ
بڑا دن دیکھنا نہ ہوتا۔ صلحنامہ ورسائی کا حیلہ کیسا لغو ہے اس کا ثبوت
خود ہٹلر کی اپنی کتاب میں کامف سے ملتا ہے جسمیں اوسنے بتایا ہے کہ
ابتدا اگر جرمن بھی اس بہانہ کو نہیں مانتے تھے اوسکے الفاظ حسب ذیل
ہیں اگر ورسائی پر نکتہ چینی کے لئے منہ کھولا جاتا تھا تو پہلے ہی لفظ
پر لوگ بریسٹ لٹوسک بریسٹ لٹوسک کے مقررہ نعرے لگاتے
تھے (جس کا اشارہ اوس صلحنامہ کی طرف ہے جو جرمنی نے ۱۹۱۸ء
میں زبردستی روس سے منوایا) اور جلسہ کی بھیڑ اسکا شور یہاں تک
مچاتی رہتی تھی کہ اوسکی آواز بڑھ جاتی تھی یا تقریر کرنیوالا مجبور ہوکر
لوگوں کو سمجھانیکی کوشش چھوڑ دیتا تھا۔ ایسی مخلوق سے مایوس ہوکر
آدمی کا دیوار سے سر مارنیکو دل چاہتا ہے وہ لوگ یہ سننا اور سمجھنا ہی
نہیں چاہتے تھے کہ ورسائی ایک شرمناک اور ظالمانہ چیز تھی یا کہ
اوسکا مطلب ہماری قوم کی ناقابل بیان لوٹ تھا۔ یہاں یہ بتا دینا
بھی مناسب ہے کہ صلحنامہ بریسٹ لٹوسک سے کیا مراد ہے۔ یہ معاہدہ
جرمنی نے روس سے ۱۹۱۸ء میں بجبر منوایا تھا جس کے سامنے ورسائی

کی سختیاں بالکل ہیچ ہیں۔ اوسکے ذریعہ بہت سے بڑے بڑے صوبے جرمنی نے چھین لئے فنلینڈ جارجیا اور یوکرین علحدہ کرا دئے تین ہزار ملین مارک تاوان جنگ لگایا۔ روس کے ہاتھ سے ۴۴ فیصدی آبادی ۳۳ فیصدی زراعتی زمین ۸۵ فیصدی اون آراضیات کا جنہیں شکر والا چقندر پیدا ہوتا ہے ۵۴ فیصدی تجارتی کارخانے اور ۸۹ فیصدی کوئلے کی کانیں نکل گئیں۔ یورپین روس کے پرزے پرزے کر دئے گئے۔ بحر اسود سے اوسکا راستہ بالکل مسدود اور بالٹک سمندر سے قریب قریب بند کر دیا گیا۔

دوسرا جواب جرمن یہ دیتے ہیں کہ جرمنی کو گھیرے ہیں لیکر انگریز اوسے ختم کرنا چاہتے تھے اسلئے یہ دفاعی جنگ جرمنوں کے سر پڑی ہے یہ ایسا جھوٹ ہے جس کے جال میں کوئی ہوشمند نہ آئیگا۔ اسکی تردید میں تو خود ہٹلر گوئبل وغیرہ کے زبان کی وہ ڈینگیں ہیں جو لڑائی شروع ہونے پر وہ مارتے تھے کہ مسٹر چیمبرلین کا جرمنی جانا اور صلح کی کوشش کرنا صرف مجبوری کو تھا کیونکہ جرمنی ایسا مکمل طور سے تیار اور انگلستان قطعی غیر مستعد تھا کہ بہت جلد لڑائی کا انجام انگلستان کے لئے تباہی اور بربادی ہوتا۔ ان کا ذہنوں سے پوچھا جائے کہ اگر انگلستان گھیرا ڈال کر جرمنی کو غارت کر ڈالنے کی فکر میں تھا اور جرمنی

گھر کر بربادی کے خطرہ میں تو پھر یہ کیسے ظہور میں آیا کہ جنگ شروع ہونے کے وقت جرمنی کیل کانٹے سے لیس تھا اور انگلستان کے پاس بری اور ہوائی طاقت کا پتہ بھی نہ تھا۔ یہ گھیر ڈالنے کا بہانہ کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ ایک پرانا ڈھکوسلا ہے۔ یہ لفظ پہلی بار ۱۴ نومبر ۱۹۰۶ء کو جرمن چانسلر وان بولو نے ریشتاگ کے سامنے استعمال کیا تھا اور اسی کا نقارہ بجا بجا کر جرمن قیصر نے اپنی مخلوق کو ورغلایا اور ان سے قربانیاں کرا کر عظیم الشان بیڑا تیار کرایا اور آخر کار گذشتہ عالمی جنگ میں مبتلا کرا دیا۔ اب پھر وہی گڑے مردے اکھاڑے جاتے ہیں اگر جرمن تعدی اور دست درازی کو روکنے کے لئے برطانیہ دوسری قوموں سے دفاعی عہدنامے کرتا ہے تو اسکا نام جرمنی کا گھیرا رکھا جاتا ہے گو ٹھیک بات یہ ہے کہ خود جرمنی گھیرا ڈال کر کے بعد دیگرے ہمسایہ قوموں کی آزادی سلب کر رہا ہے۔

لڑائی کا اصلی سبب جرمنی کی جوع الارض (زمین کی بھوک ہے) جو کسی طرح سیر ہونیوالی نہ تھی یہ بیماری نئی نہ تھی۔ اسکی بنیاد ۱۸۶۶ء میں جنگ سڈووا سے ہوئی جرمن قیصر ولیم اول اور بسمارک نے اسٹریا ہنگری کی امپائر کو شکست دی جو اسوقت جرمن قوموں کی سردار سمجھی جاتی تھی اور چار سال بعد جرمن امپائر کی بنیاد ورسائی کے محل میں فرانس

کی شکست کے بعد بڑی ولیم اول شاہ پرشا ساری جرمن ریاستونکا امپرر مانا گیا۔ اوسکے بعد ولیم ثانی کے زمانہ میں جرمن امپائر کا ملک و دولت و عظمت بڑہانیکی بڑی بڑی کارروائیاں ہوئیں۔ ایک زبردست بیڑا اسی غرض سے بنایا گیا کتابیں لکھی گئیں جن میں سے بنہارڈی کی مشہور تصنیف نمایاں حیثیت رکھتی ہی۔ ان کا مبحث یہ تھا کہ یا تو جرمنی دنیا کی سرکردگی حاصل کرلے ورنہ فنا ہو جائیگا۔ چنانچہ ولیم ثانی نے اس کا پانسہ ۱۹۱۴ء میں ڈالا اور بڑے کارنامونکے بعد ہار گیا۔ بدقسمتی سے معاہدہ ورسائی کی آپریشن اس پھوڑے کے لئے ناقص رہی جو اندر ہی اندر بڑہتا گیا اور اب ہٹلر کے ہاتھوں میں آکر پھوٹ پڑا۔ مرض وہی ہی (دنیا کا راج یا موت) یہ بات خود ہٹلر اینڈ کمپنی کے اقبال سے ثابت ہی۔ وہ اب کہتے ہیں کہ یہ لڑائی دنیا کا نیا نظام بنانے کے واسطے ہی اور اس سے ایک ہزار برس کے لئے جرمنی کی قسمت کا فیصلہ ہوگا۔ جیسا کہ ممالک متحدہ کے پریزیڈنٹ کہہ چکے ہیں۔ "اسمیں نہ کچھ نیا ہی نہ نظام ہی بلکہ وہی پرانی شخصی جابرانہ حکومت مراد ہی جو ہزاروں برسوں سے چلی آتی ہی"۔ موصوف کا یہ قول بھی کیسا چسپاں اور حالات کا صحیح مرقع ہی "لڑائی شروع کرنیکے علاوہ ہٹلر نے ایک انقلاب کی بھی ابتدا کی ہی جو ہر شخص کے لئے ہر جگہ

یہ ایک دھمکی ہے یہ ایک ایسا انقلاب ہے جسکا منقصد مخلوق کو آزاد کرانا
نہیں بلکہ ڈکٹیٹری کے فائدے کے لئے غلام بنانا ہے جس نے پہلے ہی سے
دکھلا دیا ہے کہ وہ کیسے ہماری فائدے اوٹھانے کی امید وار ہے
اور جو ہم سبکی زندگیوں پر چھائی ہوئی ہے" مطلب یہ ہے کہ جرمنی
ایک سردار قوم رہے اور باقی سب اوسکے ماتحت اور دست نگر
ہوں جنکو صرف اوسقدر آزادی حاصل ہو جسکا دینا جرمنی کو پسند ہو۔
ساری صنعت (INDUSTRY) جرمنی اپنے ہاتھہ میں رکھے
دوسری قومیں اوسکا بنایا ہوا مال خریدیں اوسکے واسطے خام مال
مہیا کریں اور کاشتکاری کریں یا فقط وہ چیزیں بنائیں جن کو باہر سے
لینے کی جرمنی کو ضرورت ہو غرضکہ حاکم و محکوم کا رابطہ مستحکم ہو جائے۔
اب یہ عقیدہ جرمن بچونکے ذہن میں نازیت نے تو قیصریت سے بھی
بڑھکر بیٹھا دیا ہے کہ خدا نے صرف جرمنوں کو حکومت کے واسطے اور باقی
سب قوموںکو اونکی خدمت اور فرمانبرداری کے لئے پیدا کیا ہے۔
یہ تو اصلی سبب لڑائی کا ہے لیکن ایک اور اہم سبب بھی
موجود ہے یعنی وہ غلط فہمیاں جنمیں سارے عالم کے مدبر مع ہٹلر کے گرفتار تھے۔
غلط فہمی اپنی اپنی جگہ ہر بڑی قوم کو تھی گو جس بات کی بابتہ وہ غلط فہمی تھی
وہ ایک نہ تھی انگلستان اور فرانس کو تو اس غلط فہمی نے ڈبو دیا کہ

چونکہ جرمنی کے لئے اونھوں نے کوئی موقع شکایت نہیں چھوڑا وہ
یقین کرنے پر آمادہ نہ تھے کہ جرمنی بلا وجہ جنگ کر بیٹھے گا اور اُن کا
یہ بھی یقین تھا کہ مجلس اقوام کی پنچایت موجود ہی ہر ذی عقل اور منصف
قوم اوسکو مانیگی اور بسبب ضرورت یہ مجلس جھگڑے سطے کرتی رہے گی
جرمنی اور اٹلی نے خوب داؤں دیا۔ بڑی خوشی اور خواہش سے اوسمیں
شامل ہوتے اور اسطرح جبکہ دیکھا جب اپنی قوت زبردست کرلی تو
مجلس سے کنارہ کش ہو گئے انگریز ایک اور غلط فہمی میں بھی مبتلا رہے
وہ یہ ہی کہ فرانس پر مثل جنگ عظیم کے بھروسہ کرتے رہے جو اسدفعہ
غلط ثابت ہوا اور اوسکی وجہ سے تمام حساب وکتاب اور نقشہ جنگ
بگڑ گیا۔ اگر یہ غلط فہمیاں نہ ہوتیں اور انگریز تیار ہوتے تو جنگ
حاضرہ کا ہونا ممکن نہ تھا۔ روس جرمنی کا اصلی دشمن ہی۔ یہ بات ہٹلر
کی کتاب میں کالنقش سے ظاہر ہی۔ اوسمیں آئندہ لڑائی محض روس
کے خلاف دکھلائی ہی لیکن جب اوسنے دیکھا کہ انگریز لڑنے پر آمادہ
ہو ہی گئے تو جرمنی اپنے کٹر دشمن کی خوشامد پر اوتر آیا۔ اور روس
اس غلطی میں پڑ گیا کہ جرمنی پر برطانیہ اور فرانس کی آخر فتح تو ہوکر
رہیگی لیکن اگر ہم ہٹلر کی پیٹھ نہیں ٹھوکتے ہیں تو وہ لڑے گا نہیں اور
ہمارا مطلب ایسے ہی میں ہی کہ یہ چاروں بڑی طاقتیں آپسمیں لڑمر کر

تباہ ہو جائیں اور آخر میں ہم اکیلے بغیر لڑے اور بغیر نقصان اوٹھائے
دنیا کے مالک بنجائیں۔ مگر یہ روس کے وہم میں بھی نہ تھا کہ فرانس اتنی
جلد اور آسانی سے درہم برہم ہو جائیگا ورنہ غالبًا وہ جرمنی کی ہمت
افزائی نہ کرتا۔ چنانچہ یہ روس کی غلط فہمی بھی جنگ کا ایک باعث
ہوئی ہی۔ اب روس اس مصیبت میں آپڑا ہی کہ اگر جرمنی انگریزوں کی
طرف سے بالکل مایوس یا فارغ ہوتا ہی تو فورًا روس کی مرمت کیلئے
متوجہ ہو جاتا ہی چنانچہ وقتًا فوقتًا جرمنی کی ہمت افزائی روس
کی پالسی میں داخل ہو گیا ہی اس پالسی کا ایک پہلو یہ ہی اور دوسرا
یہ کہ جسطرح ہو سکے اور جا ہی کچھ بھی ہو روس کو لڑائی سے بچایا جائے
اسکی وجہ محض یہ ہی کہ وہاں کے کرتے دھرتے خوب جانتے ہیں کہ جب
کوئی بڑی جنگ آپڑی تو روس میں بغاوت اور انقلاب ہوگا اور
ڈکیٹٹروں کی بڑی درگت بنیگی اور وہ یہ بھی جانتے ہیں کہ اونکا انتظام
ایسا پوچ اور لچر ہی کہ کسی بڑی سلطنت سے وہ لڑائی میں کامیاب
نہیں ہو سکتے۔

لڑائی کے بارہ میں سب سے بڑی غلط فہمی خود ہٹلر کو ہوئی
اوسکی تمام جھوٹی باتوں میں سے یہ سچ ماننے کے قابل ہی کہ وہ لڑائی
نہیں چاہتا تھا اس کے معنی نہیں کہ اوسکو لڑائی پر کسی نے مجبور

کر دیا ہی بلکہ حقیقت یہ ہی کہ اوسکو لڑائی کا گمان تک اسلیئے نہ تھا کہ
اپنے جنگی ساز و سامان کی اعلے تیاری پر اوسکو اتنا بھروسہ اور گھمنڈ
تھا اور اسباب کا یقین تھا کہ جس کسیکو دھمکی دیجائیگی اوسکو مرعوب
ہوکر سر تسلیم خم کرنیکے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا اور اسطرح خون کا ایک قطرہ
بہائے بغیر اوسکے جملہ مطالبے پورے اور سارے مطلب حاصل ہوجائینگے۔

پانچ مختلف مواقع پر واقعات نے اوسکے اس خیال کی تصدیق
بھی کردی تھی یعنی قبضہ میمل - رائن لینڈ کی ہتھیار بندی۔ اسٹریا کا
الحاق۔ سوبڈٹن لینڈ کا قبضہ اور چیکوں کے ملک کا غصب۔ اوسکو
خیال تھا کہ اسیطرح ڈینزگ اور پولینڈ وغیرہ سب کچھ بلا جنگ
اوسکو ملسکتا ہی لیکن پولینڈ کی جب نوبت آئی تو یہ خیال غلط
نکلا اور باوجود عدم تیاری کے انگلستان نے اعلان جنگ کر دیا۔

اگر ہٹلر کو حق الیقین اسباب کا ہوجاتا کہ اوسوقت انگلینڈ لڑبیٹھیگا
تو قیاس غالب ہی کہ اوسکا دور تعدی رک جاتا اور یہ لڑائی نہ ہونے
پاتی مگر اوسکو اعلان جنگ کے بعد بھی یہ خیال نہ ہوا کہ برطانیہ سے
لڑائی جاری رہسکتی ہی اوس نے چند ہفتوں میں پولینڈ فتح کرکے پھر
صلح کا ڈنکا ڈالا اور یہ سوچا کہ انگلستان یہ سمجھکر کہ پولینڈ تو اب
ختم ہوچکا اوسکی مدد کے راستے بند ہیں اُسکا چھڑانا محال ہی

پھر کیا فائدہ کہ لاکھوں جانیں گنوائی جائیں اور دنیا کو مصیبت میں ڈالا جائے۔ صلح قبول کرلے گا مگر اوسکا یہ خیال محض غلط ثابت ہوا اور انگلستان عہد کرچکا ہی کہ آخر دم تک اور ہٹلریت کو برباد کرنے تک یہ جنگ جاری رہے گی۔

تیسرا حصّہ

ہندوستان کا فائدہ کسکی جیت میں ہی

ہوشمندوں اور نیک نیت والوں کے لیئے تو ایسا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا لیکن چونکہ بدقسمتی سے ہندوستان میں فتنہ پردازوں اور مکاروں کا افلاس نہیں ہی اور نہ جہلا کی کوئی کمی ہی جنکو آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہی لہذا یہ مسئلہ بھی ہماری کچھ توجہ چاہتا ہی۔ اس بحث میں سب سے اول ہمکو ہٹلری جرمنی کی ماہیت کو سمجھنا چاہیئے۔ اب خود ہٹلر کی کتاب مین کامف سے ظاہر ہی کہ اوسنے جرمن قوم کے دماغ میں ایک خناس پھونکدیا ہی جس نے قوم کا عقیدہ حسب ذیل بنادیا ہی (۱) یہ کہ جرمن قوم سب سے برتر انسانی نسل ہی (۲) یہ کہ اوسکو دنیا کی سرداری اور غلبہ حاصل کرنا لازم ہی (۳) یہ کہ اوسکو اپنی آبادی نو لاکھ سالانہ بڑھانا چاہیئے (۴) یہ کہ اوسکو آسایش سے رہنے کا

رقبہ ملنا چاہیئے اور ہر شخص کے پاس کافی عمدہ قسم کی زمین ہونا چاہیئے
(۵) یہ کہ اس غرض سے جنگ کرنا جرمنی کا مقدس فرض ہے اور دنیا
میں امن و امان صرف اوسی وقت ٹھیک ہے جبکہ جرمن برتر نسل
کا دنیا پر قبضہ اور تسلط ہو جائے (۶) یہ کہ کمزور ونکو آزادی اور
آسایش کا کوئی حق نہیں ہے۔ اس نظریہ کی تیاری اور اشاعت
بڑی کوشش سے کی گئی ہے کہ نارڈک نسل سب سے افضل ہے۔ اوسکی
شاخوں میں سے ٹیوٹانک شاخ اعلیٰ ہے اور ٹیوٹانک قوموں میں سے
صرف جرمنی دنیا کی آقائی اور حکومت کے قابل ہے۔ اوسکا کام فرمانا
اور دوسروں کا تعمیل کرنا ہے۔ جرمنوں میں بھی قسمیں اور درجے ہیں اور
نازی فرقہ بہتری کا لب لباب سمجھا جاتا ہے اس نئے دور کا صرف ایک
اصول ہے یعنی حکم منوانے غالب آنے اور تباہ کرنے کے لئے قوت اور
طاقت کی پرستش اور صرف ایک مطمح نظر یعنی نسل کو خالص رکھنا۔
اسلئے یہودی اور غیر ملکی نی شیم نازی نظروں میں اونی سے ادنیٰ ہیں
یہ سبب ہے کہ پول اور چیک لوگوں سے خواہ وہ کتنے ہی شایستہ ہوں
گھٹیا آدمیوں کا برتاؤ کیا جاتا ہے اور یہ کہ اگرچہ اٹلی والے اتحادی
ہیں اونکو بھی فورر سمیت ہر جرمن حقیر سمجھتا ہے

اگر کوئی شخص مذکورۂ بالا خاکہ کو مبالغہ اور زیادتی سمجھتا ہے تو

اسکو چاہیئے کہ مقبوضہ یورپ کے واقعات کا مطالعہ کرے اور پردہ
کے پیچھے نئے دور پر ایک نظر ڈالے نازیوں کے اپنے قول و فعل سے
ان سب باتوں کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ نازی وزیر زراعت ڈاکٹر
ڈارے نے مئی ۱۹۴۰ء میں نئے دور کی حسب ذیل تشریح کی ہے۔

ہم اپنی نئی بسر گاہ (LIVING SPACE) میں نئے اسلوب جاری
کرینگے غیر جرمن نسل کے سارے باشندوں کا سب تیل اور کاروباری
مال و متاع بلا استثنا ضبط کر لیا جائیگا اور اسکو سب سے پہلے پارٹی
کے قابل قدر ممبروں پر اور ایسے سپاہیوں پر جنکو اس لڑائی میں بہادری
کے لئے اعزاز ملا ہو تقسیم کر دیا جائیگا اسطرح جرمن آقاؤں کا ایک
نیا امیری طبقہ بنجائیگا۔ ان امراء کے سپرد غلام کئے جائینگے جو
انکا مال ہونگے اور یہ غلاموں کا فرقہ بے زمین غیر جرمن رعایا کا ہوگا
مہربانی کر کے لفظ غلام کو ایک تشبیہی یا عبارت آرائی کا لفظ نہ سمجھئے۔
ہمارے ذہن میں قرون وسطے کی غلامی کی ایک جدید شکل واقعی موجود ہے
جس کا اجرا ہمیں لازم ہے اور جسکو ہم ضرور جاری کرینگے۔ کیونکہ
ہم کو اپنے فرائض پورا کرنیکے لئے اسکی ضرورت ہے ان غلاموں کو ان پڑھ
رہنے کی نعمت سے ہرگز محروم نہ کیا جائیگا۔ آئندہ فقط یورپ
کی جرمن آبادی کے لئے اعلیٰ تعلیم مخصوص کر دیجائیگی۔ یہ جرمن آقا

جو حکم داری کے اور بوقت ضرورت مار توڑ کے عادی ہونگے دنیا پر جرمنی کی حکومت قائم رکھنے کے لئے مضبوط ارکان ثابت ہونگے"

اس نصیحت پر نازیوں کا عمل بھی ملاحظہ ہو۔ ترتیب کارروائی حسب ذیل ہے۔ اول چکنے چپڑے وعدے دوم لوٹ سوم مفلسی چہارم غلامی۔

ہالینڈ میں نازیوں نے ۱۹ جون ۱۹۴۰ء کو کہا تھا "ہم یہاں ایک قوم کو دبانے اور تباہ کرنے یا ایک ملک کی آزادی چھیننے نہیں آئے" اکتوبر میں جرمن شکایت کرنے لگے کہ نیدرلینڈز کی پولیٹکل حالت سے ہم مطمئن نہیں ہیں۔ سیس انیکار کے لفظ ہیں جن لوگوں کو دغاباز کا نام دیا جاتا ہے ان ہی کو جرمنی اچھے اور قابل قدر نیدرلینڈز کے نمائندے سمجھتا ہے" سارے اعلیٰ افسر اور میر اب نازیوں کی طرف سے مقرر ہوتے ہیں پریس کا گلا گھونٹ دیا گیا ہے آزادرائے کے واسطے بھاری سزائیں مقرر ہیں اور ایک خاص قیدیوں کا کیمپ رومن کیتھولک مذہب والوں سے کھچا کھچ بھرا رہتا ہے بعض یونیورسٹیاں بند کر دیگئی ہیں اور بعض کی بندش کی دھمکی ہے۔ لڑائی سے پہلے دودھ مکھن پنیر کی بڑی مقدار بنانیوالا ملک ہالینڈ تھا۔ جرمن قبضہ کے پہلے ہفتہ میں مکھن کا ذخیرہ وزنی 17600000 پونڈ

جرمنی کو چلتا کر دیا گیا۔ اسکے سوا دوسری خوراکوں کی اور کپڑا کیلیے اور خام مال کی بھاری مقداریں چھین لی گئیں۔ ایسٹ انڈیز سے آئی ہوئی تمباکو کے ذخیرہ کا ساٹھ فیصدی فوراً جھپٹ لیا گیا بیس فیصدی خوراک کے پرند (مرغی وغیرہ) پر قبضہ کیا گیا نتیجہ یہ ہی کہ ایسا ملک جہاں بیشتر سامان خوراک پیدا ہوتا ہی ریشننگ (خوراک کی پابندی) کی سختی میں مبتلا ہی۔

پولینڈ کی نسبت اول تو جرمنوں نے یہ کہا کہ ایک نہائی ملک کی ایک ماتحت ریاست بنائی جائیگی مگر ۱۵ اگست کو ڈاکٹر فرنک نے کریکاؤ میں اعلان کر دیا کہ اب یہ حصہ بھی جرمنی میں شامل کر لیا گیا ہی اور کہا کہ آئندہ کسی ایسے شخص کو کوئی کام کرنیکے لئے نہ ملیگا جو نہایت بے دردا ور پکا نیشنل سوشلسٹ نہ ہو اور ابداً کبھی کوئی پولش ریاست نہ بنیگی۔ لاکھوں آدمی گھنٹوں میں جلا وطن اور بے خانماں کئے گئے۔ یونیورسٹیاں مسمار اور بند کیگئیں آرٹ کے خزانے لوٹے گئے۔ اکثر تعلیم یافتہ اور تعلیم دینے والے قتل و غارت کا خاص نشانہ بنائے گئے تاکہ آئندہ اس بد قسمت قوم کو کوئی لیڈر ہی نصیب نہ ہو۔ پولینڈ کے غربی صوبے پوزنان اور پامورز میں فی میل ۲۰۰ اور ۱۰۳ آدمی کی آبادی تھی اور قریب ۹۰ فیصدی

پول تھے ۲۶ جولائی سنہ ۴۰ء کو گولائیٹر گرائیزر نے ریڈیو پر اعلان کیا کہ "جو جرمن وہاں جائیگا آقا کی حیثیت سے جائیگا اور ہر پول اوسکا ملازم ہوگا اوسکو جرمن تفصیل کا ایک جرمن مکان جرمن صفائی کیسا بنانا ہوگا۔ درحقیقت پولش اراضیات جرمن بنائی جا رہی ہیں نہ صرف جرمن مدارس اور پروپاگنڈا کے ذریعہ سے بلکہ ہزاروں لوگوں کو بیدخل کرکے اونکے بجائے جرمن بسا دیے اہل پولینڈ کی اپنی موروثی زمینوں سے بیخ کنی کیجا رہی ہے۔ ایک پولینڈ کے مدبر مسمی جرزی تسالسکی اہیرو کے ایک بیان مطبوعہ امریکن اخبارات سے واضح ہے کہ ستر ہزار مرد عورتیں اور بچے جرمنوں کی گولیوں کا شکار ہو چکے ہیں ایک فرد واحد کے فعل کے لئے سارے شہر کو سزائیں دیجا رہی ہیں ایک طالبعلم گیسٹاپو کی حراست سے بھاگا اور دو جرمنوں کو قتل کر دیا تو اسکے لئے وارسا کے ۳۳۰۰ مرد و زن گولی سے اڑا دیئے گئے وارسا کے قریب ایک قصبہ میں ایک جرمن مارا گیا اس پر قصبہ کی نصف سے زیادہ آبادی کو گرفتار کرکے آنکھوں پر پٹیاں باندھی گئیں اور اونھیں دو دو کی قطار میں کھڑا کرکے انسانیت سوز سزائیں دی گئیں ان کے اعضاء کاٹ دیئے اس کے بعد انھیں سزائے موت کا حکم سنایا دس سے سولہ تک کی مختلف جماعتیں بنا کر انکا قتل عام کیا گیا۔ ایک غداری پولش

انجینیر کے قتل پر تین سو مزدوروں کو گرفتار کر کے ایک جنگل میں لے گئے اور درختوں سے باندھ کر مشین گنوں سے ہلاک کیا گیا۔ پولینڈ کی پارلیمنٹ کا میدان گسٹاپو نے کئی ماہ تک قتل گاہ بنائے رکھا یہاں یہودیوں سے انکی قبریں کھدوائی گئیں جب اس میدان میں مزید قبروں کی گنجائش نہ رہی تو قریب کے ایک قصبہ کو قتل گاہ بنالیا گیا اس گاؤں کا نام موت کا شہر ہو گیا ہے۔ مخالفوں کی نسل ختم کرنے کے متعلق ہٹلر کے نظریہ کو پولینڈ میں عملی صورت دیگئی ہے پوزناں اور پامورز کے صوبوں میں ہزاروں نوجوان لڑکوں لڑکیوں مردوں اور عورتوں کو اولاد کے ناقابل بنا دیا گیا اور ہزاروں لڑکیاں پولینڈ کی جرمن چھاؤنیوں میں اور جرمنی میں جرمن سپاہیوں کے لئے بھیج دیگئیں۔ جرمنوں کو سرکاری طور پر ہدایت کی گئی ہے کہ وہ پولینڈ سے نفرت کر کے ہی جرمنی سے اپنی محبت کا ثبوت دے سکتے ہیں۔ جرمن سپاہیوں کو سفاکی اور بربریت کی تعلیم دینے کے لیئے پول مردوں اور عورتوں کو تختۂ مشق بنایا جاتا ہے۔ دو خاص طریقے ہیں ایک کا نام خرگوش کا شکار ہے دوسرے کا نام کتے کا تعاقب ہے۔ اول الذکر میں کسی پول آدمی کو خرگوش بنایا جاتا ہے جان بچانے کی خاطر اسے کمروں برآمدوں اور میدانوں میں بھاگنا ہوتا ہے پکڑے جانے پر ڈنڈوں سے زدوکوب کیا جاتا ہے اور

دوسری صورت میں کسی پول کو مار کھاتے ہوئے کتے کی طرح رینگ کر چلنا ہوتا ہے اگر وہ مار سے بچنے کے لئے بھاگے تو اوسے زیادہ بیرحمی سے پیٹا جاتا ہے۔

ڈنمارک اپریل ۱۹۴۰ء میں جرمنوں نے یقین دلایا تھا کہ اوسکی اپنی حفاظت کے لئے اوسپر قبضہ کیا جا رہا ہے۔ باوجودیکہ اوسنے کوئی مقابلہ نہ کیا جرمنوں کا گرگا ڈاکٹر اسکاوینیس ڈینش گورنمنٹ کا فارن منسٹر زبردستی مقرر کرا یا گیا ہے اور خبر گرم ہے کہ وہاں ڈکٹیٹری حکومت ہونے والی ہے اور بہر نوع جرمنوں کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا وہاں ناممکن۔ وہاں ڈیری فارمنگ کے جدید کارخانے ہیں۔ ان کا انحصار جانوروں کی خوراک پر ہے جسکی درآمد جرمنوں کے قبضہ کی وجہ سے بند ہوگئی اور جرمنی سے ملتی نہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بے تعداد جانوروں کو مارنا پڑا۔ لامحالہ بیشتر بھوکے جرمنوں کے پیٹ میں گئے لہذا تھوڑے دن بعد مویشی کا ذخیرہ چہارم اور سوروں اور مرغیوں کا نصف رہگیا یا یوں کہو کہ وہ زراعتی سرمایہ جسپر ڈینش قوم کی زندگی کا مدار ہے تقریباً آدھا رہ گیا ہے۔

فرانس سے باعزت عارضی صلح کیوقت وعدہ ہوا تھا کہ اوسکے بیڑے کو چھوا نہ جائے گا روس سے بحری مرکز طلب

سے جائینگے۔ اکتوبر سے مارشل پیتن کو جرمنی تنگ کر رہا ہے کہ بڑے اور بحری مرکزوں سے کام لینے دے اور بہت ناجائز امداد دینے پر اوسے مجبور کر دیا ہے۔ السا‌س لارین بغیر مجلس صلح منعقد ہوئے جرمنی میں ملا لئے گئے ہیں سامان خوراک کی بڑی مقدار جرمنی کو روانہ کر دی گئی اور باہر سے جو کچھ آتا ہے اوسمیں سے چھانٹ کر جتنا چاہتے ہیں جرمن لے لیتے ہیں۔ پیرس میں طالب علموں کے مظاہرہ پر یونیورسٹی بند کر دی گئی اور پانسو طلاب کنسنٹریشن کمپ میں ڈالدئے گئے۔ ایک دوسرے موقع پر جلوس نکالنے میں گیارہ طالب علموں کو قتل کیا گیا اور بہت گرفتار زخمی اور قید ہوئے مقبوضہ علاقہ سے غیر مقبوضہ میں جانا منع ہے۔ پہلے ہی گرمی کے موسم میں جرمنوں نے دو لاکھ پینسٹھ ہزار ریل کی گاڑیاں (یعنی سارے کا ۶۵ فیصدی) نارمنڈی کے سائڈر بنانے کے سیبوں کی فصل آٹھ لاکھ ٹن گیہوں اور دس لاکھ سور چھین لئے۔ دو تہائی غلہ۔ بیشتر مکھن چربی اور قریب قریب سب چقندر کی شکر فرانس کھو بیٹھا ہے۔ ۱۰ اگست کے جرمن ریڈیو کا قول ہے کہ معمولی زمانہ میں بھی فرانس کا پیداوار اوسکے لئے بس نہیں کرتا تھا۔ اب اگر سمندر پار کی درآمد بند ہو جائے تو ضرور قحط پڑیگا۔ مگر جرمنی کو اس سے کچھ مطلب نہیں ہے۔ نومبر میں جرمن اخبار وولکیشر بیوباکہتر نے لکھا کہ ہم کو ایکدم

صاف صاف بتا دینا لازم ہی کہ ہمارا اپنا کُرتا بدن سے زیادہ قریب ہے
اور یہ کہ ہمارا فقط یہ کام ہی کہ جرمن مخلوق کو سامان خوراک اتنا پہنچاتے رہیں
جتنا کہ پہلے ملتا تھا۔''

جب پہلی لوٹ مار ختم ہوئی تو مقبوضہ ملکوں نے سمجھا کہ اب معمولی طریقہ سے وہ تھوڑی بہت تجارت کر سکیں گے مگر جرمنوں کا خیال اور ہی تھا - چنانچہ جرمن سپاہی بھیڑیں باندھکر مال خرید ڈالتے ہیں اور بڑے پیمانے کے معاہدوں سے جرمنی کے ساتھ تجارت طے ہوئی ہی ان چھوٹی بڑی کل خریداریوں کی قیمت سب خاص نئے کاغذی سکہ سے دیجاتی ہی جو جرمنی کے حکم سے جاری ہوا ہی - یہ سکہ اون جرمن مارک اور کریڈٹ نوٹوں کی ضمانت پر جاری ہوا ہی جنکی ادائگی جنگ کے بعد کی جائے گی نتیجہ یہ ہی کہ اگر جرمنی جیت جائے تو کوئی ان بلوں کی ادائگی پر جرمنی کو مجبور نہیں کر سکتا ہی اور اگر ہار جائے تو بہرحال یہ نوٹ ردّی ہونگے - پس ہر صورت میں جرمنی کا فائدہ ہی مقبوضہ ملکوں کو مفلس بنانے کے بعد اونکی محنت مزدوری سے نفع اوٹھایا جاتا ہی - گذشتہ سال چھ لاکھ مزدور فرانس سے جرمنی گئے ماتحت ملکوں میں کاروبار بگاڑ کر بیکاری پیدا کی جاتی ہی پھر بیکاروں کو جرمنی بھیجکر کام لیا جاتا ہی - جو حصہ اونکی مزدوری کا وطن کو بھیجا جاتا ہی

وہ نئے سکے کی شکل میں ہوتا ہی جو ختم لڑائی سے قبل بھنا یا نہیں جا سکتا
لہذا یہ لوگ اقتصادی غلام ہیں جنکی محنت اونکے نازی آقا ونکی دولت
بڑھاتی ہی اور جن کی کمائی سے اونکی قوم کو کچھ نہیں ملتا - ایک اور طریقہ
ناجائز نفع اوٹھانیکا یہ ہی کہ مقبوضہ ملکوں سے نازی آقاؤں کا خرچ
وصول کیا جاتا ہی - فرانس کو دو کروڑ مارک روزانہ دینا ہوتا ہی اور
فی مارک بیس فرانک مقرر کر دئے گئے ہیں جس حساب سے ۱۴۶
ملیرڈ فرانک سالانہ ہوئے درانحالیکہ جنگ سے پہلے فرانس کی قومی
آمدنی فقط ایکسو نوے ملیرڈ فرانک تھی جسقدر رقم قبضہ روہر کے واسطے
انگلینڈ اور فرانس دونوں کو جرمنی نے ساڑھے بارہ سال میں دی تھی
اب جرمنی فرانس سے ہر ہفتہ اتنا وصول کرتا ہی حساب کیا گیا ہی کہ فی
مارک ۱۲ لگا کر ۳۰ نومبر سنہ ۱۹۴۰ء تک مقبوضہ ممالک سے جرمنی نے
جو کچھ اینٹھا اوسکی مقدار بہ نسبت ذیل ہی: ناروے سے فی کس [illegible]
ڈنمارک سے [illegible] ہالینڈ سے [illegible] بلجیم سے [illegible] اور فرانس سے
[illegible] - سب مقبوضہ ملکوں میں جرمن خفیہ پولیس کا دور دورہ
ہی - ٹریڈ یونین [illegible] ممنوع ہی ٹریڈ یونینیں توڑ دی گئی
ہیں - لاکھوں مخلوق مزدوری کرنے جرمنی کو جبراً بھیجی
گئی ہی - یہی حال بیچارے یوگوسلاویا اور یونان

کا ہی۔

یہ ہی اس دور جدید کا کچا چٹھا جسکی نسبت پریزیڈنٹ روز ویلٹ نے کیا خوب فرمایا ہی "ڈکٹیٹری یا حلہ آوری کی بدولت یورپ میں بہت سی قومیں ایسا طرز حکومت قبول کرنے پر مجبور ہوئی ہیں جسکو بعض لوگ جدید اور کارگر بتاتے ہیں۔ وہ ہرگز جدید نہیں ہی وہ لوگ محض تاریخ قدیم کے زمانہ میں دھکیل دئے گئے ہیں۔ جدید یورپ کے بڑے حصہ کے مطلق العنان حاکموں نے۔ روزگار۔ خوش اسلوبی کار اور سلامتی کا بڑا ادھار کھا ہی لیکن جن غلاموں نے ڈکٹیٹر فراعنہ مصر کی شان و شوکت کے لئے بلند منارے بنائے اونکو بھی اس قسم کی خوش اسلوبی کار سلامتی اور اس قسم کی شخصی سلطنت حاصل تھی اوسکا نیا طمطراق اور نئے نعرے چاہے کچھ بھی ہوں ظلم سب سے پرانا اور سب سے زائد ناپسندیدہ طرز حکومت ہی جس کا پتہ تاریخ دیتی ہی۔"

نازیت اور فاشسٹیت کی اصلیت کی بحث ختم کرنے سے پہلے ان پارٹیوں کے بعض اور اہم خیالات درج ذیل کرکے ہم ناظرین کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

خیالات جنگ کی بابتہ

مسولینی۔ "لڑائی کی جو۔ اٹلی کی لڑائی کی جو جو دنیا بھر کی سب سے

زیادہ شرافت اور حسن کا پیکر ہے۔ بالعموم لڑائی کی جڑ۔"

ماربو کارنی (فیسسٹ اہلِ قلم) "فیسزم لڑائی سے پیدا ہوی اور لڑائی ہی میں اوسے میدانِ عمل ملے گا جب تک ایک بڑی جنگ نہ ہو ہمارا ملک ترقی نہیں کرسکتا ہے۔"

وان پاپن۔ "ہمیں کوشش کرکے دنیا کو سمجھانا چاہیے کہ کیوں جرمنی نے ۳۰ جنوری ۱۹۳۳ء کو (امن پسندی) کا لفظ اپنی زبان کے نعط سے نکالدیا۔"

گوئبل۔" لڑائی زندگی کا سب سے سادہ ثبوت ہے۔ لڑائی کو دبانا گویا قانونِ قدرت کو دبانا ہے۔"

ہٹلر۔" ایسا کوئی معاہدہ جس کے مقاصد میں لڑائی کا ارادہ نہ ہو بیکار خبط ہے۔"

مسولینی " امن ایک معنویت ہے یا یوں کہو کہ لڑائی میں ایک وقفہ ہے"

گورنمنٹ یار کی نسبت

ہٹلر "قوت کے حق سے نو آبادیاں حاصل کی گئی ہیں یورپ کو خام مال اور نو آبادیوں کی ضرورت ہے اور سفید نسل کی قسمت میں حکومت کرنا لکھا ہوا ہے۔ لیکن اگر حاکم قومیں امن پسندی کے خیال کو مان لیں اور

نو آبادیونکو خود مختاری دیدیں تو یہ فوراً کہینگی کہ ہمکو یورپ کی اب کوئی ضرورت نہیں ہے"

ہٹلر (مین کانف) "کالی قوموںکو عقلی طرز زندگی کے لئے تعلیم دینا خالق مطلق کا گناہ عظیم ہے اونکو فقط چھوٹے کتوںکی طرح سدہانا چاہیئے"

مسولینی "امپیریلزم زندگی کا دائمی اور اٹل قانون ہے۔ اٹلی کا شمال اور غرب میں کوئی مستقبل نہیں ہے۔ اوسکا مستقبل ایشیا اور افریقہ میں ہے۔ ایشیا کی کثیر چھپی دولت کو قیمتی بنانا لازم ہے اور افریقہ کو شائستگی کے دائرہ میں لانا ضروری ہے"

قانون اور انصاف کی بابتہ

بوبر لا کا وزیر انصاف "ہمارے محکمہ انصاف سے نامردگی دور ہونا چاہئے انتقام کا خیال پھر پیش پیش رہنا چاہیئے"

ہرشا کا وزیر انصاف "کارگر سزا صرف وہی ہے جس سے مجرم جیلخانوں کی زندگی سے ڈریں"

گو سرنگ جیل کی اصلاحات پر "سائنٹیفک علم تعزیز کی انسان دو

کی بکواس سے انکار کرنا لازم ہی۔ قیدی کا دھیان اسبات سے ہٹنے نہ دینا چاہیئے کہ اپنی آزادی کھوکر حکومت کے قانونی نظام کے خلاف اپنی بداعمالی کا بھگتان وہ جھیلتا ہی۔ سزا کی نوعیت سے یہ بات ایسی سختی سے اوسکے ذہن نشین کی جائے کہ اوسکے دل ہی دلمیں نئے جرم کرنے کی روک پیدا ہوجائے۔"

نسلی نظریہ

ڈبلو فرک "مخلوط پیدائش اور اوسکے سبب سے نسلی پیمانہ کا سقوط بس یہی قدیم سویلائزیشنوں کے خاتمہ کا باعث ہوا ہی۔ کیونکہ قومیں لڑائی ہارنیکے سبب سے تو ہلاک نہیں ہوتی ہیں بلکہ اوس قوت مقابلہ کو کھو دینے سے جو صرف خالص خون میں ہوتی ہے سوائے اچھی نسل کے اور جو کچھہ دنیا میں ہے وہ محض کوڑا کرکٹ ہی۔"

نسلی نفرت

ایک نازی گیت سے "جب چھری تلے سے یہودی خون کا ہمبا کھلتا ہی تو اور سب کام دگنے اچھے ہوتے ہیں۔"

نازی ڈیوٹی باورڈ تیسری امپائر (موجودہ جرمن سلطنت) یہودیوں

سے پودوں کے کیڑوں کا برتاؤ کریگی"

کاؤنٹ ر ونہٹلو (نازی تھیورسٹ) "انسانی جسم میں یہودی مثل گینڈ وے کے ہی اور ہمارا فرض ہی کہ اوسکا خاتمہ کر دیں"

ہٹلر (مین کانف میں) "کالے بالوں والا یہودی لڑکا اوس انجان لڑکی کے لئے جسکو وہ اپنے خون سے ناپاک کرتا ہی اور اوسکی قوم سے چراتا ہی۔ گھنٹوں گھات میں رہتا ہی اور شیطانی حسرت اوسکے چہرہ سے نمایاں ہوتی ہی۔ ہر طریقہ سے اوس قوم کی نسلی بنیاد ڈہانے کی وہ کوشش کرتا ہی جس کو مغلوب کرنیکا اوسکا ارادہ ہی۔ افراد کو خراب کرکے وہ قصداً ہمارا نسلی بلند مرتبہ نیچا کرتا ہی"

فرض اور ضمیر

ڈاکٹر جے ہوزنفلڈر (لیڈر جرمن عیسائی تحریک) "اگر ضمیر اور قوم کی مرضی میں اختلاف آپڑے تو ضمیر کو ماننا لازم ہی کہ وہ غلطی پر ہی۔ قوم کی مرضی لیڈر کے ذریعہ معلوم ہوتی ہی جنگجوئی بہیمیت ٹیوٹانک نیکیاں ہیں جن کو عیسائی جھوٹی نیکیوں یعنی نرمی۔ برادرانہ محبت اور امن کی جگہ لینا لازم ہیں"

اجتماعی اور سیاسی مطمح نظر

گوئرنگ "نیا سیاسی مطمح نظر جو فیسزم نے حاصل کرلیا ہی یہ ہی کہ لیڈر کا فرض محض سرداری کرنا ہی اور باقی قوم کا فرض فقط فرمانبرداری ہی"

ہٹلر "حاکم فرقے کی ایک چُنی ہوئی تعداد کی ہمکو ضرورت ہی جو انسانی ہمدردی کے جذبات سے مُعّرا ہوں مگر جن کو یقین ہو کہ بوجہ اعلیٰ نسل ہونیکے اونکو حاکمیت کا استحقاق ہی اور جو عوام پر اپنی سخت حکومت قائم اور برقرار رکھیں گے"

کلچر اور سائنس

گوئبل "جب میں کلچر کا لفظ سنتا ہوں تو طمنچہ نکالتا ہوں"

البیرو ذ بیرو بیریا "چونکہ گلینہ بین الاقوامی خیال کا آدمی تہا وہ اپنی قوم سے اجنبی تہا۔ وہ بلیسٹن جرمن سائنس پر ایک شرمناک دھبہ ہی"

نیشنل ہلتہ (سرکاری رسالہ) "ہر بیماری کو کیڑوں سے منسوب کرنا سائنس کی بہاری غلطی ہی۔ بہت سے کیمیادی

مرکبات شیطانی ترکیبیں ہیں جنکو مارکسسٹ سائنس والوں نے تکمیل دی ہی اور یہودی تجار اسلئے بیچتے ہیں کہ عمدہ نسل کمزور ہو جائے“

جرمن کلٹر (ایک رسالہ) ”نازیت اور لبرلزم کا یہ بھاری فرق ہی جس کی موافقت ناممکن ہی کہ نازیت کو یہ گوارا نہیں ہوسکتا کہ آزادی خیال کی دستوری طور پر ضمانت کیجائے - اس کا فیصلہ کہ کیا پائدار ہی اور کیا عارضی اور جرمن کو اجنبی سے اور خون کو روح سے جدا کرنا یہی راستہ نیشنل سوشلسٹ کلچر کی لیڈری کا ہی کیونکہ یہی واحد راستہ نیشنل سوشلسٹ مرضی کا ہی -“

گوئبل ”ہماری نکتہ چینی کیجاتی ہی کہ ہم نے جرمن آرٹ کو پروپاگنڈا کے پست درجہ پر گرا دیا ہی - گرا دینے کے کیا معنی - کیا پروپاگنڈا کوئی ذلیل چیز ہی کیا پروپاگنڈا خود ایک آرٹ نہیں ہی کیا آرٹ کے لئے یہ ایک ذلت ہوگی اگر اوسکو مخلوق کی ذہنیت کے اوس شریف فن کی برابر رکھا جائے جو جرمن سلطنت کو تباہی سے بچانے کا باعث ہوا ہی -“

تعلیم

اہی کراسکا ”یونیورسٹی کا کام اوبجکٹو سائنس سکھانا نہیں ہی بلکہ جنگی فوجی اور سورمائی علوم“

اے ڈولف ہٹلر "جرمن تعلیم قیود کی پابند اور اسٹیٹ سے وابستہ ہوگی وہ عقل کے درستی کی کوشش نہ کریگی بلکہ سب سے مقدم وہ کیریکٹر کی تعلیم ہوگی یہ سب سے بڑا کام ہے جو نیشنلسٹ سوشلزم کے سامنے ہے۔"

مستورات و خاندان

گوئرنگ "عورت کا مقام اوسکا گھر ہے اوسکا فرض تھکے ہوئے سپاہی کی تفریح ہے"

گوئبل "عورت کا کام خوبصورت ہونا اور بچے جننا ہے۔ پرند و بہیمۃ مونث اپنے تئیں مذکر کے لئے خوبصورت بناتے ہیں اور اس کے لئے انڈے سیتے ہیں۔ اسکے عوض مذکر کھانے والے کی خبرگیری کرتا ہے پہرہ دیتا ہے اور دشمنوں کو بھگاتا ہے"

عورتوں کے سرخ سواستیکا کے گروہ کا بیان "ایک عورت کے لئے اس سے بلند تر اور بہتر کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اپنے بچوں کو لڑائی پر بھیجے"

نازی پارٹی کی پریس سروس "عورتوں کو سائنس کی تعلیم دینے میں عنقریب بہت کمی کر دیجائیگی تاکہ وہ گھرانے کی قوم کی اور خدا کی بزرگی کی خدمت زیادہ کریں"

پریس کی بابتہ

جرمن کلچر "پریس کے قانون کا کام ہی کہ پریس کے اساسی خیالات وضع کرے اور پریس کو بتائے کہ نیشنل سوشلسٹ سلطنت میں اوسکو کیا فرض انجام دینا ہی۔ سب سے مقدم خیال یہ ہی کہ پریس مخلوق کی تعلیم کا ذریعہ ہی سلطنت اور قوم کی خدمت میں وہ لیڈری کا آلہ کار ہی۔ پریس کے قانون کو یہ انتظام کرنا چاہیئے کہ پریس کو لڑائی کے وسائل میں مبدل کرے اور لیڈری کو سلطنت کے ہاتھہ میں دیدے پریس والوں کو سکھائے کہ وہ سپاہیوں کی صفوں میں داخل ہوکر اونکو لیڈری کی اطاعت اور فرمانبرداری کا سبق سکھائیں"

اس لڑائی کا دوسرا فریق برطانیہ ہی جو جمہوریت کا علم بردار ہی اور شخصی آزادی کا حامی ہی جس کے طرز حکومت میں ہر کام مشاورت اور عام رائے سے ہوتا ہی۔ جو ہر وقت کمزوروں کی دادرسی اور معاونت کرتا ہی اوسیہی نے یونان کو سلطنت عثمانیہ کے استبداد سے چھڑایا اور اوسیہی کی مدد سے بلقانی ریاستیں سلطنت مذکور کے چنگل سے آزاد ہوئیں۔ اوسیہی نے سلطنت عثمانیہ کو ۱۸۷۷ء میں روس کے ہڑپ کرلینے سے بچایا۔ اور روس سمیت سارے

یورپ کو نپولین کی قیصریت سے نجات دلائی - اوسہی کی مدد سے اٹلی آسٹریا کے سخت شکنجہ سے بچ نکلا اور آزاد و متحد ہوا چنانچہ اٹلی کے مشہور قدیم لیڈر گاریبالڈی لکھکر چھوڑ گئے ہیں کہ برطانیہ اعلیٰ درجہ کی شریف قوم ہی اور اگر اوسپر کبھی کٹھن وقت آوے تو لعنت ہی اوس اٹلی والے پر جو اُس کا ساتھ نہ دے دغا لیا اوسہی لعنت کا اثر ہی کہ اٹلی کی ایسی عظیم الشان سلطنت اتنی جلد ایسی ذلیل و خوار ہو گئی ہی - کہ دوست اور دشمن دونوں کی نظر میں ہیچ (فضیحت ہی) برطانیہ ہی کی دوستی اور تعلیم کی بدولت جاپان اوس اعلیٰ رتبہ پہ ہی جس کی وجہ سے اوسکا دماغ پھر گیا ہی غرض مشکل کوئی ملک ایسا ہوگا جسپر برطانیہ کا احسان نہ ہو - یہ برطانیہ جن مقاصد کے واسطے اسوقت موذی دشمن سے برسرپیکار ہی اوسکا بیان حسب ذیل ہی -

<u>ہزمیجسٹی ملک معظم کا ارشاد عالی</u> "ہم کو اوس اصول کے خلاف چیلنج کو رد کرنا ہی جو اگر کامیاب ہو جائے تو دنیا میں ہر شائستہ نظام کے لئے مہلک ثابت ہوگا

<u>مسٹر چیمبرلین کا قول</u> "ہمکو بڑی خراب چیزوں سے لڑنا ہی یعنی بہیمی طاقت ناانصافی عہد شکنی اور ظلم"

مسٹر چرچل کے الفاظ "اس سوال کا جواب کہ ہمارا مقصد کیا ہے میں ایک لفظ میں دیسکتا ہوں۔ ہمارا مقصد فتح ہے۔ فتح چاہے اوسکے لئے کچھہ ہی خرچ ہو فتح باوجود ہر طرح کے خطرہ کے فتح چاہے کتنا ہی دور اور کٹھن اوسکا راستہ ہو کیونکہ بغیر فتح کے نجات نہیں ہے۔ نہ برٹش امپائر کے لئے نجات ہے نہ اون چیزوں کے لئے جنکی برٹش امپائر ترجمان ہے اور نہ ہی نوع انسان کی اوس سیکڑوں سال کی خواہش اور آرزو کے لئے نجات ہے کہ وہ اپنی منزل مقصود پر پہونچے"

برطانیہ کا نام اہل امریکہ نے آزادی کا آخری قلعہ رکھا ہے۔ برطانیہ ہی سب سے بڑی رکاوٹ اون قوتوں کے راستہ میں ہے جو دنیا پر اقتدار جمانے پر تلی ہوئی ہیں۔ اور امریکہ کے بڑے بڑے سیاسی لیڈر برطانیہ کی مدد کی تیاریاں کرتے ہوئے اسبات پر زور دیکر کہتے ہیں کہ یہ مدد بہترین طریقہ امریکہ اور جمہوریت کی حفاظت کا ہے۔ اسی سلسلہ میں پروفیسر گلبرٹ مرے کا مقولہ کیا برمحل اور پر معنی ہے۔ وہ کہتے ہیں "جب ہم یہ کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں برطانیہ حق کی جانب ہے یا انسانی آزادی کے لئے لڑرہا ہے تو اسکے یہ معنی نہیں ہیں کہ انگریز فطرۃً خاص طور پر خود غرضی سے بری اور نیک

ہیں معنی یہ ہیں کہ تاریخی وجوہات کے باعث ایسا اتفاق ہوا ہی کہ برطانوی سلطنت کی بڑی منفعت اور مقصد عام انسانوں کی بہبود سے وابستہ ہی۔ ہماری امن کے لئے فکر ہماری صلح جوئی۔ لیگ آف نیشنز کے نظریو نیز ہمارا عقیدہ یہ باتیں نہ تو مکاری سے ہیں جیسا کہ ہمارے دشمن کہتے ہیں نہ کسی خاص نیکبختی کے باعث جو ہماری حصہ میں آئی ہو جیسا کہ بعض وقت ہم خود سمجھتے ہیں بلکہ انکا باعث ہمارے تاریخی حالات ہیں برطانوی مخلوق کے منافع کا تقاضا ہو کہ دنیا بھر کی خوشحالی اور امن چین کا دور دورہ رہے۔"

دونوں فریق جنگ کے مذکورہ بالا موازنہ سے سوال زیر بحث کا جواب خود بخود مل گیا کہ ہندوستان کا فائدہ نہ صرف برطانیہ کی جیت سے ہی بلکہ برطانیہ کی ہار سے سراسر تباہی اور بربادی کا سامنا ہی۔ علاوہ اسکے جب سلطنت برطانیہ کو غارت کرنے پر جرمنی تلا ہوا ہی اور ہندوستان اوسکا جزو ہی تو کل کی تباہی سے جزو کی تباہی عقلاً لازم آتی ہی۔ مزید براں جب دنیا کی سب سے بڑی سلطنت ممالک متحدہ ڈنکے کی چوٹ یہ کہہ رہی ہو کہ بغیر برطانیہ کے بچاؤ کے امریکہ کا دفاع ناممکن ہی اور امریکہ ہی نہیں سارے عرب ممالک سارے یوروپین مفتوحہ ممالک کل ناطرفدار سلطنتیں ٹرکی اور چین

وغیرہ اور نیدرلینڈز ایسٹ انڈیز اسپر متفق ہیں کہ بغیر برطانیہ کی فتح کے وہ سب ڈوب جائیں گے تو عقل یہ کس طرح قبول کر سکتی ہے کہ انگلستان کی شکست میں ہندوستان غارت ہونے سے بچ سکتا ہے۔

اب دوسرے سوال کا ہمارا جواب عقلاً اور واقعات کی روشنی میں تو بخوبی ثابت ہو چکا۔ لیکن سطور آئندہ میں ہندوستان کے بعض عقلاء اور بزرگوں کے اقوال بھی تائید میں درج کئے جاتے ہیں۔

مہاتما گاندھی جی صاحب "برطانیہ اور فرانس کی شکست ایک آفت ہوگی۔ اگر انکو شکست ہو گئی تو ہندوستان ایسے انتشار اور غدر میں جا پڑے گا جس سے شاید بڑے زمانے تک چھٹکارا نہ ملے اور جس کے دوران میں اسکا ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا اور بیرونی حملہ کا شکار بنجانا بالکل ممکن ہے"

مسٹر راجا گوپال چاریار (سابق پریزیڈنٹ کانگریس) "ہندوستان اور برطانیہ ایک دوسرے سے ایسے وابستہ ہیں کہ ایک کے خطرہ سے دوسرے پر اثر پڑتا ہے۔ یہ سب کی خواہش لازم ہے کہ ہٹلر کی شکست ہو"

مسٹر ٹی پرکاسم (کانگریس لیڈر) "برطانیہ اور ہندوستان کے

سامنے ان دونوں کا متحدہ دشمن ہے۔"
مسٹر سیتا مورتی (کانگریس لیڈر) " ایک بھی صحیح الدماغ ہندوستانی ایسا نہیں ہے جو ہٹلر اور اسٹالین پر اتحادیوں کی فتح نہیں چاہتا ہو۔"
"مجھے ذرہ بھر بھی شک نہیں ہے کہ مہاتما گاندھی کانگریس والے اور ہم سب چاہتے ہیں کہ انگلستان یہ لڑائی جیت جائے۔"
"مہاتما گاندھی کانگریس اور ہر صحیح خیال ہندوستانی کی دلی تمنا ہے کہ برطانیہ کا اس لڑائی میں بول بالا ہو۔"
"ہٹلر کی فتح کے معنی اس دنیا میں ڈکٹیٹروں کی ناانصافی کی اور وحشی طاقت کی فتح کے ہونگے۔ اور میری دلی امید اور دعا ہے کہ جو ان شیطانوں سے لڑ رہے ہیں اونکو خدا فتحیاب کرے۔"
"ہٹلر کی شکست کی ضرورت ہے اگر برطانیہ لڑائی نہ جیتے تو ہندوستان دوسرے ملکوں کا غلام بن جائے گا اور اسلئے لڑائی میں ہندوستانی انگریزوں کی کامیابی کے خواہاں ہیں۔"
سردار ولابھائی پٹیل صاحب " سارے ہندوستانی لیڈروں کی ہمدردی برطانیہ اور فرانس کے ساتھ ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ نازیت دنیا کی فنا کا باعث ہوگی۔"

پنڈت جواہر لال نہرو صاحب "مجھے امید ہے کہ میرا ملک اس مسئلہ کو تنگ قومی نظر سے نہیں بلکہ وسیع تر بین الاقوامی نقطہ سے دیکھے گا اور عالم کی بھلائی کی مدد کے لئے کوشش کرے گا کیونکہ ہماری اپنی بھلائی بھی اسی میں ہے۔"

"ہندوستان کی ساری ہمدردی ڈیماکریسیوں کے ساتھ ہے اور میں نے ہندوستانیوں سے اپیل کی ہے کہ نازیت کے خلاف مشترکہ لڑائی میں اپنے سارے وسائل صرف کر ڈالیں۔"

مسٹر گوپالا ریڈی (مدراس کے سابق کانگریسی وزیر) "ہم خوب سمجھتے ہیں کہ ہٹلر کی کامیابی کے معنی سارے ملکوں میں آزادی کی بیخ کنی ہے سب جانتے ہیں کہ اتحادیوں کو لڑائی ضرور جیتنا چاہیئے۔ اور بالواسطہ یا بلا واسطہ ہم کوئی ایسا کام نہ کریں گے جس سے دشمن کو فتح پانے میں مدد ملے۔"

مسز سروجنی نیڈو "ہندوستان کی قسمت برطانیہ کی قسمت سے گتھی ہوئی ہے فتحمند جرمنی کے ذریعہ ڈکٹیٹر شپ کی آمد آفتوں کی آفت ہوگی۔"

مسٹر اینی (کانگریس لیڈر) کی صدارت میں آل انڈیا ہندو لیگ نے لکھنؤ میں نازیت کو ہندو روایات کے منافی اور

بخلاف تہذیب و آزادی ایک خطرہ بتایا۔"

"ہز ایکسلنسی وائسرائے کا اہل ہند سے یہ فرمانا کہ وہ اس جنگ کو اس نظر سے دیکھیں کہ نہ صرف امپائر کے لئے بلکہ ہندوستان کے لئے بھی لڑی جا رہی ہے بالکل بجا و درست ہے۔"

ایک سابق کانگریسی صاحب (اخبار ریڈر میں) "اسکا پتہ چلانے کے لئے کسی بڑے تیز دماغ کی ضرورت نہیں ہے کہ اگر بہیمیت اور بے پناہ حملہ آوری کی وہ قوتیں جنکو ہٹلر نے چھوڑ رکھا ہے فتحمند ہو گئیں تو ہم سب کا کیا حشر ہوگا۔"

سر تیج بہادر سپرو۔ "ہمارے اپنے فائدہ کا بھی فقط یہی تقاضا ہے کہ ہمکو اس ملک کے بچاؤ کے واسطے کچھ اٹھا نہ رکھنا چاہیئے اور میرا پکا یقین ہے کہ بغیر سلطنت برطانیہ سے مکمل اور غیر مشروط تعاون کئے ہوئے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا۔"

مس ترویدی (ایک ہندو خاتون) "میرے ایک دوست سے ایک جرمن نے کہا (تم برٹش لوگ حکومت کرنا نہیں جانتے اگر ہمارے پاس ہندوستان ہوتا تو ہم خوب خبر رکھتے کہ کسی ہندوستانی کو حکومت کی چھوٹی جگہ بھی نہ ملتی ہم باگیں اپنے ہاتھ میں رکھتے اور جہاں چاہتے انکو ہانکتے ہماری ماتحتی میں ہوم رول کا کوئی نام تک

نہ لیتا) اگر ہندوستان ہار گیا تو بس اوسکی تباہی ہی زمانہ گذشتہ کی سب چیزوں کی جن کا ہمیں فخر ہی اور آئندہ کی سب امیدونکی جو ہمنے باندھ رکھی ہیں "

کمار راجہ منتھیا چیٹیر (جسٹس پارٹی کی کانفرنس میں) "برطانیہ کی فتح ہندوستان کے دفاع کا بہترین طریقہ ہی۔ برطانیہ سے الگ رہکر محفوظ اور آزاد ہندوستان کا خیال بھی ذہن میں نہیں آسکتا ہی"

مسٹر اے کے پلے "اصل مسئلہ جمہوریت اور استبداد کا مقابلہ ہی اپنے ذاتی فائدہ کے لئے ہمکو اوس فسزم کے خلاف ہمت اور شدت سے لڑنا لازم ہی جو کہ دنیا کی امن کیلئے دھمکی ہی"

مسٹر راجنی مکرجی (ممبر آل انڈیا کانگریس کمیٹی) "اگر انگلستان ہار گیا تو دنیا کی ساری جمہوریتوں کا خاتمہ ہوجائیگا نازیت ہندوستان کا گلا داب لیگی جس سے کوئی چھٹکارا نہ ہوگا"۔

سر نیجے پرشاد سنگھ رائے "ایسے بھی لوگ ہیں جو اس خیال میں پڑے ہوئے ہیں کہ برطانیہ کی شکست ہندوستان کو حصول آزادی کا موقع دیگی یہ خیال سراسر وہمی ہی۔ اس سے بڑی کوئی لغویت ذہن میں نہیں آسکتی ہی دنیا کی

نازک حالت کے درس سے اس نتیجہ کے سوا دوسرا ناممکن ہو کہ اگر برطانیہ عظمی کو ہار ہو گئی تو ہندوستان خود بخود دوسروں کے ہاتھوں میں پہنچ جائیگا"

سر پی ایس سیوا سوامی ائیر "ایسی کارروائی کی منظوری دیکر جو نہایت غلط اور ملک کے تحفظ اور فائدہ کو خطرہ میں ڈالنے والی ہو کانگریس ملک کے اصلی منافع کے ساتھ دغا کریگی اور سارے معقول اور محب وطن ہندوستانیوں کے سامنے اپنے تئیں ایک مضحکہ بنالیگی"

بی سی چیٹرجی (مشہور بنگالی لیڈر) "اگر انگلستان لڑائی ہار گیا تو ہندوستان میں بڑی خراب تبدیلی ہو گی"

مسٹر ایم این رائے: "ہندوستان اور ساری دنیا کی آئندہ بہبود کے لئے فیسزم کی شکست نہایت ضروری ہے۔

لہذا ہندوستان کی آزادی کے سپاہیوں کے سامنے فوری مہم یہ ہے کہ وہ مخلوق کی قوت عاملہ کو فقط اس غرض سے اکٹھا کریں کہ فیسزم کی شکست میں موثر امداد کی جائے"

"برطانیہ کی شکست سے ہندوستان کو خود بخود سوراج نہیں مل سکتا۔ اس بات کے یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ جاپان برما

کی سرحد پرے رُک جائیگا یا غربی فیسسٹ ٹڈی دل نیل کے کنارہ پار نہم جائیں گے۔"

پنڈت ہردے ناتھ کنزرو (ممبر کونسل آف اسٹیٹ) "ایک ہندوستانی بھی ڈکٹیٹروں کی طاقت کی فتح نہیں چاہتا ہے"

"دنیا کی بہبود اور ہندوستان کا فائدہ دونوں نقطوں سے اس مسئلہ پر نظر ڈالتے ہوئے بلا شبہ اہل ہند اُن اصولوں کو اپنے مقدور بھر پاش پاش کرنے کی کوشش کریں گے جو نازیت اور فاشسیت کی بنیاد ہیں۔"

پنڈت پی این سپرو۔ "نازی فیسسٹ فتح سب سے بڑی تباہی ہے جو انسانو نیر آسکتی ہے۔"

لارڈ سنہا "ہماری ہستی انگلستان کے ساتھ وابستہ ہے۔ ہمارا قیام اور سقوط ایک ساتھ ہے، ہم بدی کی قوتوں کو فتحمند نہیں دیکھ سکتے۔"

مسٹر پی ایس سیواسوامی ایر۔ "اگر کوئی یہ کہے کہ ہماری موجودہ حالت اور اوس حالت میں جو ہٹلر کی فتح کے بعد ہوگی کوئی فرق نہیں ہے تو ایسے شخص سے بات کرنا

شنول ہی کیونکہ اوسکی آنکھیں تو ہیں اون سے دیکھتا نہیں ہی اور کان تو ہیں مگر سنتا نہیں ہی"

راجہ بشیشر دیال سیٹھ صاحب "نازی فتح کے معنی ہندوستان کی دائمی غلامی ہونگے"

لالہ رام سرنداس صاحب (کونسل آف اسٹیٹ میں پروگریسو پارٹی کے لیڈر) "یہ لڑائی جمہوری اور استبدادی طاقتوں میں ہو رہی ہی - ہندوستان دولت برطانیہ کا جزو ہی اور اوسکی آئندہ ترقی جمہوریت کے بچاؤ پر موقوف ہی"

سر سکندر حیات خاں صاحب "اگر انگلستان کو اس لڑائی میں شکست ہو جائے تو یہ ہندوستان جو رفتہ رفتہ زنجیریں توڑ کر مکمل آزادی کے کنارے آپوہنچا ہی غلامی کی ابدی لعنت میں مبتلا ہو جائیگا"

"نازی اور فیسسٹ خطرہ کے خلاف لڑتے ہوئے پنجابی اپنے ملک کا اور اوسکی آزادی اور سلامتی کا بچاؤ کر رہے ہیں"

"میں بقسم کہتا ہوں کہ اگر مجکو پورا پورا یقین نہ ہوتا کہ یہ ہندوستان کی اپنی لڑائی ہی - تو میں پنجاب کو اس جنگ میں لڑنیکا مشورہ نہ دیتا"

مسٹر جناح صاحب "برطانوی گورنمنٹ سے تعاون اور اوسکی

امداد ہمارے اپنے گھر بار کی حفاظت کے لئے ہمارا فرض ہے"۔

سر محمد یعقوب صاحب ۔ "ہندوستان کا مستقبل برطانوی فتح پر موقوف ہے"۔

میجر سر شیر محمد خاں صاحب :۔ "اگر انگلستان ڈوبا تو بس ہندوستان بھی ڈوبا رکھا ہے"۔

سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب "ہمارا سب کا اس پر اتفاق ہے اول یہ کہ ہٹلر اس لڑائی کا ذمہ دار ہے دوم یہ کہ ڈکٹیٹر اسلئے لڑ رہے ہیں کہ اون سب چیزوں کو جو زندگی کو قیمتی اور شاندار بناتی ہیں تباہ کر دیں سوم یہ کہ برطانیہ عظمی اس تباہی کے سامنے سب سے بڑی روک ہے اور چہارم یہ کہ برطانیہ پر فتح کے معنی ساری دنیا کی تباہی ہونگے جسمیں ہندوستان بھی شامل ہے"۔

چوتھا حصہ

جیت کس کی ہوگی

اس کا جواب بھی سمجھداروں سے مخفی نہیں ہے نہ واقف کاروں کے لئے دشوار ہے مگر حیرت اور افسوس ہے کہ عوام کی ایک کثیر تعداد اسکی بابتہ سخت گمراہی میں پھنسی ہوئی ہے۔ عقلاً اور نقلاً برطانیہ کی

اخری فتح ہونا انشاءاللہ لازم ہے فتح کے عقلی ثبوت کے چند اسباب ملاحظہ ہوں۔

(۱) آدمیونکی طاقت ۔ یہ کون نہیں جانتا کہ لڑائی کے واسطے سب سے مقدم چیز آدمی ہے یہ بات ہمیشہ سے چلی آتی ہے لیکن چونکہ آجکل مشین اور موٹر کا استعمال انتہا کو پہنچ گیا ہے اور فوجی بھرتی کا زائد زور شور نہیں ہے بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ مسئلہ اب غلط ہو گیا ہے مگر یہ اونکی خام خیالی ہے کیونکہ ہر سپاہی کے پیچھے چند آدمی لڑائی کا سامان اور مشینیں بنانے درست رکھنے اور اُن سے کام لینے کے لئے اور ملک کی لازمی ضروریات پورا کرنے کے لئے موجود ہونا ضروری ہے پچھلی عالمی جنگ میں اندازہ تھا کہ فی سپاہی تین آدمی اور درکار ہوتے تھے مگر اسدفعہ کم از کم پانچ آدمی کی ضرورت ہوگی۔ برٹش امپائر میں مخلوق کی کثرت ہے۔ پچاس کروڑ آبادی ہے ۔ دنیا کے رقبہ کا چوتھا اور آبادی کا پانچواں حصہ اون کے پاس ہے۔ فقط انگلستان اور ڈومنینونکی آبادی جرمن آبادی کے برابر ہے۔ جرمن مقبوضہ ملک اس سلسلہ میں گنتی کے قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ اونپر بھروسہ نہیں کیا جاسکتا اور کسی اہم کام میں اونکو نہیں لگایا جاسکتا

اور چونکہ وہ بددل اور ناراض ہیں اونکے دس آدمیوں سے ایک کا معمولی کام بھی لینا دشوار ہی بلکہ آئے دن وُہ نقصان رسانی کی فکر ہیں لگے رہتے ہیں مزید براں اونکو رکھانے والے رکھنے اور کام لینے کے لئے بڑی تعداد خود جرمنوں کی گھری ہوئی ہی جو اس سلسلہ ہیں بجائے نفع کے نقصان کا باعث ہی بلکہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ جسقدر جرمنی کی فتوحات کا دائرہ وسیع ہوتا جاتا ہی اوسکے آدمیوں کی کمی ہوتی جاتی ہی پھر برطانیہ میں اس طاقت میں معقول اضافہ کی گنجائش یہ ہی کہ وہاں ستمبر ۱۹۳۹ء میں 1330000 بیکار مزدور تھے جبکہ جرمنی ہیں صرف ایک لاکھ تھے اور یہ بڑی تعداد گویا انگلستان کا احتیاطی ذخیرہ ہی جس کے ذریعہ آدمیوں کی طاقت میں معقول اضافہ ہوسکتا ہی ایک اور ذخیرہ برطانیہ کے پاس اُن لوگوں کا ہی جو عمداً کام نہیں کرتے مثلاً جرمنی میں ۴۹ فیصدی عورتیں کام پر لگی ہیں اور برطانیہ میں صرف ۳۴ فیصدی کام کرتی ہیں۔ لیکن سب سے بڑا چشمہ برطانیہ کے پاس اس طاقت کو بڑھانے کا یہ ہی کہ وہاں معیار معاش جرمنی سے بدرجہا بہتر ہی لہذا زمانہ جنگ کے واسطے جسقدر وہ اپنی معیار کو گھٹا سکتے ہیں جرمن لوگ اوتنا نہیں گھٹا سکتے کیونکہ اونکا معیار پہلے ہی سے بہت پست ہی پس برطانیہ اپنا معیار نیچا کرکے آبادی کی ضروریات

کی چیزوں میں ہماری کمی کر سکتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ جو مزدور اس کام سے بچیں گے اوسی قدر اس ملک کی آدمیوں کی طاقت میں اضافہ ہو جائے گا۔ جرمنی کی مدد کے واسطے اٹلی کی آبادی ضرور ہے مگر اسکے مقابلہ میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت ممالک متحدہ امریکہ دلُ جان سے برطانیہ کے ساتھ ہے اور اوسکی ٹڈی دل آبادی سوائے میدان جنگ میں نکل آنے کے باقی تمام اہم جنگی کام انجام دے رہی ہے اس کے سوا چالیس کروڑ ہندوستان کی آبادی ہے جن میں سے بہت سے نہایت اہم کاموں میں مصروف ہیں۔ ہندوستان اور ڈومنینوں کے علاوہ دوسری نو آبادیات میں بھی کافی آبادی ہے۔

(۳) مواد ضروری کی طاقت دوسری یہ بات عام فہم ہے کہ جب تک کسی ملک میں وہ مواد نہ ہوں جن سے سامان جنگ بن سکے اور اوسکی دیگر لازمی ضروریات پوری ہو سکیں اوسوقت تک اوس ملک کی فتح ناممکن ہے۔ اشیائے خوراک جرمنی اپنے لئے سب کی سب ملک کے اندر پیدا کرتا ہے انگلستان اپنے لئے بیرونجات سے منگاتا ہے یہ بظاہر جرمنی کے لئے اچھی بات ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو جرمنی کبھی جنگ پر آمادہ ہی نہ

ہوسکتا۔ تاہم خوراک ملک میں پیدا کرنیکا طریقہ نقصان سے خالی نہیں ہی۔ اسطرح بہت سے جرمن مزدوروں کی محنت رائگاں جاتی ہی۔ انگلستان کو باہر سے خریدنے میں دو فائدے ہیں اول یہ کہ گھرکی بنائی ہوئی سے باہر کی آئی ہوئی خوراک سستی پڑتی ہی دوم یہ کہ مصنوعات باہر کو بھیجکر خریداری خوراک کی قیمت ادا کرنے سے مشینری کی مدد پوری ملتی ہی اسطرح حساب لگایا گیا ہی کہ انگلینڈ میں فی صدی کھانے والوں کے لئے ۶ ۲/۳ آدمی سے کام چلتا ہی درانحالیکہ جرمنی میں ۱۴ ۱/۲ فیصدی درکار ہوتے ہیں لہذا انگلستان کی آدمیوں کی طاقت میں اس طریقہ حصول خوراک سے آٹھ فیصدی کا اضافہ ہو جاتا ہی۔

مواد خام۔ قدرتی مواد خام کی انگلستان اور جرمنی دونوں میں کمی ہی دونوں میں کوئلے کی کثرت ہی برطانیہ میں لوہا جرمنی سے زائد ہی لیکن دونوں میں اپنی ضروریات سے کم ہی دونوں میں ضروریات بیرونجات سے پوری ہوتی ہیں لیکن جبسے نازیت کا دور شروع ہوا ہی جرمنی نے برطانیہ کے بڑے کے ڈر سے بڑی کوشش اسبابت کی کی ہی کہ مواد خام ملک کے اندر مل سکے۔ اس کے واسطے تین طریقہ استعمال کئے گئے ہیں



دل خراب لوہے کی کانوں سے کام لینا دوسرے ایک مادہ نا پید
ہ دوسرے مادہ دستیاب سے کام چلانا مثلاً تانبے کی جگہ الونیم کا استعمال
تیسرے کسی مادہ مفقود کی جگہ کیمیاوی طریقہ سے دوسری شے بنانا
مثلاً کوئلے سے پٹرول نکالنا ان طریقوں سے بہت کچھ کیا جا سکتا ہی
اور کیا گیا ہی لیکن ساری ضروریات عرصہ دراز تک پوری نہیں
ہو سکتیں اور تینوں طریقوں میں یہ عام خرابی ہی کہ محنت مزدوری
فضول ضائع ہوتی ہی لہذا یہ ایک اور طریقہ ہی جس سے جرمنی کے
آدمیوں کی طاقت رائگاں جاتی ہی مثلاً ایک سوٹن اصلی ربر کے
لیئے برطانیہ کو ۴۵ آدمی کی محنت کی ضرورت ہی اور جرمنی کو مصنوعی
ربر کے فیصدی پیچھے ۷۵ آدمی درکار ہیں لہذا جسقدر زیادہ مصنوعی
اشیار بجائے اصلی اشیار کے جرمنی بنا سکیگا اوسیقدر اوسکے
آدمیوں کی طاقت کو صدمہ پہنچیگا اور برطانیہ کا فائدہ ہوگا - لوہا
تو اب جرمنی کے لیئے ضرور کافی ہی مگر جو چیز اعلی درجہ کا فولاد بنانے
میں استعمال ہوتی ہی اوسکی بہت کمی ہی - سمندری ناکہ بندی کی
وجہ سے جرمنی کی سمندر پار یا دور دراز ممالک تک پہونچ نہیں ہی
اسلیئے قریب قریب سارے مواد خام کی اوسکے واسطے کمی ہی
انہیں سے تین زائد اہم مواد کا نقشہ درج ذیل ہی جسمیں موٹے

حروف الف سے میزان پیداوار اور بار یک حروف سے باہر جانے والا مال مراد ہی فرانس اور برطانیہ کا پیداوار الگ الگ معلوم نہ ہوسکا مگر چونکہ بالاجمال فرانس کا حصہ برطانیہ سے بہت کم ہی ناظرین تہائی یا چوتہائی فرانس کے حصہ کا سمجھ کر نظر انداز کرسکتے ہیں۔
نقشہ کے نمبر ۴ میں جو ہی اوسمیں سے اسپین اور پرتگال سے دونوں فریق لے سکتے ہیں مگر لاطینی امریکہ سے جرمنی کچھ نہیں لے سکتا نمبر ۵ و ۶ میں سے جرمنی کو کچھ نہیں ملسکتا ہی فقط برطانیہ یہاں سے لے سکتا ہی نمبر ۷ سے قدرے جرمنی کو مگر بیشتر برطانیہ کو ملسکتا ہی نمبر ۸ اور ۱۰ میں جو کچھ ہی اوسکو بجز آئسلینڈ کے صرف جرمنی لے سکتا ہی اور آئسلینڈ میں جو ہی وہ فقط برطانیہ لے سکتا ہی نمبر ۹ میں سے شاید روس قدرے قلیل جرمنی کو دیدے انگلستان کو کچھ نہیں ملسکتا ہی۔ اور جتنے ہندسے ہیں اوسیقدر ہزار ٹن سمجھنا چاہیئے۔

٭ نوٹ یہ رسالہ روس پر جرمنی کے حملے سے پہلے تیار ہو گیا تھا۔

نقشہ بابتہ تانبا پٹرولیم اور قدرتی ربر

	تانبا	پٹرولیم	ربر
۱ برطانیہ و فرانس	×	۷۰	×
۲ برطانوی ڈومینین اور ہندوستان	۳۰۰	۶۷۰	۱۰
۳ برطانوی اور فرانسیسی نوآبادیات	۲۸۰	۵۱۴۰	۵۷۰
میزان برطانیہ و فرانس	۵۸۰	۵۸۸۰	۵۸۰
۴ اسپین پرتگال اور لاطینی امریکہ	۵۲۰	۳۰۰۰۰	۲۰
۵ ممالک متحدہ امریکہ	۲۷۰	۲۲۰۰۰	×
۶ ایشیا و افریقہ	۱۷۰	۵۷۰۰	۴۰۰
۷ مشرق قریب	×	۱۳۳۰۰	×
۸ اوسلو کی سلطنتیں	۳۰	×	×
۹ روس اور بالٹک کی ریاستیں	×	۱۸۰۰	×
۱۰ اٹلی اور ڈینیوب کی ریاستیں	۳۰	۵۷۰۰	×
۱۱ چیکوسلوواکیا اور پولینڈ	×	۳۰	×
۱۲ جرمنی	۳۰	۴۸۰	×
میزان بڑا جرمنی	۳۰	۵۰۰	×

اس سلسلہ میں یہ بتا دینا بھی مناسب ہی کہ برطانیہ مواد خام
کے بازاروں تک صرف پہونچ ہی نہیں سکتا ہی بلکہ قیمت ادا
کرنا بھی اوسکے مقدور میں ہی۔ جتنا سونا سنہ ۱۹۱۴ء کی جنگ کیوقت
برطانیہ کے پاس تہا اوس سے کئی گنا سنہ ۱۹۳۹ء میں تہا۔ سنہ ۱۹۱۴-۱۸ء
کی جنگ میں برطانیہ نے ۶۲۲ ملین پونڈ کی سیکیورٹیز فروخت
کی تھیں اسدفعہ سنہ ۱۹۳۹ء میں برطانیہ کے پاس امریکہ میں بکنے والی
سیکیورٹیز بارہ سو ملین پونڈ کی موجود تھیں۔ یہ بھی یاد رہی کہ
جرمنی کا سمندر پار دنیا سے تعلق ٹوٹ کر اوسکی بیرونی تجارت
زیادہ تر بند ہو گئی ہی اسکا جسقدر حصہ برطانیہ حاصل کریگا اوسیقدر
خریدے ہوئے مال کی قیمت ادا کرنیکی مقدرت بڑہجائیگی۔ اور
امریکہ میں اب جو خریداری ہوتی ہی اوسکی قیمت تو خود امریکہ بطور
قرض ادا کرتا ہی۔ دوسری بات بتا دینے کی ہی کہ مال خرید کر برطانیہ
کو لانے کے لئے جہاز چاہیئے سنہ ۱۹۳۹ء میں بمقابلہ سنہ ۱۹۱۴ء کے
بہت زیادہ ٹن کے جہاز موجود تھے۔ انکے سوا ناروے ہالینڈ بلجیم
ڈنمارک یوگوسلاویا اور یونان کے اور کچھ فرانس کے اوسکے
پاس ہیں اور گو جہازونکا نقصان بہت ہوا اور ہو رہا ہی مگر اتنا
کام برابر خوب چلا اور چل رہا ہی اور انشاء اللہ چلتا رہیگا کیونکہ

جہازوں کی تیاری نہ صرف سلطنت برطانیہ میں بڑی تیزی سے جاری ہے بلکہ ممالک متحدہ کا عظیم الشان سرمایہ اور کارخانے اسکے لئے وقف ہیں۔ پس یہ بخوبی واضح ہو گیا کہ نہ صرف مواد خام پر انگریزوں کی دسترس ہے بلکہ وہ انکو خرید کر قیمت دیسکتے ہیں اور گھر لا سکتے ہیں۔

(۳) **صنعت و حرفت کی طاقت** یورپ بھر میں بلکہ امریکہ کو علحدہ کرکے سارے عالم میں برطانیہ زیادہ مالدار ہے۔ یہ بات مسلم ہے۔ خود ہٹلر اور مسولینی نے رشک و حسد سے اپنی اسپیچوں میں اس بات کو موجب شکایت ٹھرایا ہے سپاہی کی حیثیت سے تو یورپ کے ایک ملک کا آدمی دوسرے ملک کے آدمی کی برابر ہے مگر فیکٹری کا کاریگر ایک دوسرے کی برابر نہیں ہوتا۔ دولتمند ملک کو غریب ملک پر بڑی فوقیت ہوتی ہے مالدار ملک میں چونکہ فیکٹریز پر دل کھول کر روپیہ صرف ہو سکتا ہے ہر کاریگر کے ہاتھ میں زیادہ ہارس پاور کی طاقت کی اور زیادہ مکمل اور کارگر مشینیں ہوتی ہیں لہذا ایسے ملک کا آدمی کم قیمت مشینوں والے آدمی سے بہت زیادہ کام کر سکتا ہے نتیجہ یہ ہے کہ پانسو جرمن سپاہیوں کے برابر تو پانسو انگریز سپاہی ہوئے لیکن پانسو جرمن مزدور جتنا کام کر سکتے ہیں اوسکے لئے صرف ۲۵۰ انگریز مزدور

بس کرتے ہیں یہ بڑا بھاری فائدہ ہے۔ مزید براں ایک اور بات بھی لائق لحاظ ہے اگر ہم اقتصادی جنگ کے لئے کسی قوم کی قوت کا اندازہ کرنا چاہیں تو اوسکے سارے اقتصادی وسائل پر دھیان نہ کرنا چاہیے بلکہ صرف اوسقدر پر جو ضروریات زندگی پورا کرنے کے بعد باقی بچے جس کو لائق صرف بچت کہنا چاہیے اور یہی وہ بچت ہے جسکو کوئی قوم زمانہ امن میں عیش کی چیزوں پر اور زمانہ جنگ میں لڑائی پر صرف کرسکتی ہے اب ۱۹۲۷ء میں جرمنی کی قومی آمدنی (نوٹ قومی آمدنی سے مراد گورنمنٹ کی آمدنی نہیں ہے بلکہ ملک کی ساری کمائی مراد ہے مثلاً ایک ہزار ملین قومی آمدنی کے یہ معنی ہوئے کہ جو مال اوس ملک کے لوگ پیدا کرینگے اوسکی قیمت اور جو مزدوری وہ کرینگے اوسکی اجرت ملاکر ایک ہزار ملین ہوگی) اور برطانیہ کی قومی آمدنی تقریباً مساوی تھی بلکہ برطانیہ کی شاید قدرے زیادہ تھی۔ مگر جرمنی کو ۲۰ ملین زیادہ آدمیوں کی ضروریات اسہی سے پوری کرنا تھیں پس ظاہر ہے کہ برطانیہ کے پاس (لائق صرف بچت) ۱۹۳۷ء میں زیادہ تھی اور بنابراں اوسکی امکانی جنگی طاقت زیادہ تھی اگر ۱۹۳۷ء کے بعد جرمنی نے ۵۰ فیصدی آبادی بڑہالی ہے تو برطانیہ کے مددگار دومنین ہیں جن کی آبادی

اور علاوہ اسکے امکانی اقتصادی قوت کم از کم ۵۰ فیصدی ہی ماسوا
اس کے ہندوستان اور دوسرے حصے سلطنت کے موجود ہیں۔

۴۷۔ سمندر پر برطانوی تسلط بحری طاقت ہی کے ذریعہ سے برطانیہ کی ساری پچھلی لڑائیاں فتح ہوئیں اسی نے نلسن کی کمان میں اسپین کے نامور بیڑے کو ہمیشہ کے لئے فنا کرکے انگلستان کو بچایا اسی نے نپولین کو نیچا دکھا کر یورپ کو اسکے جوئے سے آزاد کرایا اسی نے قیصر ولیم ثانی کو جنگ عظیم میں شکست دیکر اونکے ساری دنیا پر حکومت کے خواب کو بیکار کردیا اور اسی نے اب نازی ڈاکوؤں کے سامنے سینہ سپر ہوکر اونکو حصول مراد سے روک رکھا ہی اور وہ دن انشاءاللہ آنیوالا ہی کہ تاریخ اپنے آپکو دوہرائیگی یہ انسانی شکل کے درندے اپنے کئے کا بھگتان بھگتیں گے اور یورپ بلکہ دنیا کو آزاد کرانیکا سہرا ایک بار پھر اوسکے بیڑے کی بدولت برطانیہ کے سر ہوگا۔ ۱۹۱۴-۱۸ء کی جنگ میں برطانوی بیڑے نے ناکہ بندی کے ذریعہ جرمنی کا قافیہ تنگ کردیا تھا اور فتح پر فتح حاصل کرنے کی باوجود جرمنی کو مجبوراً درخواست صلح دینا اور اتحادیوں کی ساری شرطیں ماننا پڑیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ اب بھی اونہیں اسباب کا وہی نتیجہ نہ ہو۔

سنہ ۱۹۳۶ء کے آخر میں ابھی بڑے دن کے ڈر سے جرمنی نے چہار سالہ تدبیر کا اجرا کیا جسکی نسبت ہٹلر نے کہا کہ جرمنی کی عقل اس مسئلہ کو حل کر لیگی - لیکن اوسکو نہ تو کافی وقت ملا کیونکہ سنہ ۳۹ء میں لڑائی چھڑ گئی اور نہ اسکا حل جرمنی کے ہونے کا تھا - اسدفعہ پھر برٹش بیڑے نے دشمن کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا ہے - ناکہ بندی کے فقط یہ معنی نہیں ہیں کہ دشمن کے جہازوں سے سمندر صاف کر دئے جائیں جیسا کہ لڑائی کے شروع ہی سے ہو چکا ہے - دشمن چھپے چوری غیر مصافی ملکوں کے ذریعہ کچھ مال منگا سکتا ہے پچھلی لڑائی میں ایسا ہوا تھا پھر انگریزوں نے سخت قواعد جاری کرکے نیوٹرل تجار کو پوری پوری اطلاع دینے پر مجبور کرکے اس مشکل کو حل کر لیا تھا یہی اب کیا جا رہا ہے - ایک طرح برطانیہ کا کام جرمنی نے خود آسان کر دیا ہے اوس نے سب پڑوسی نیوٹرل ملکوں پر قبضہ کرکے اونکے ذریعہ سے تجارت کا امکان بھی باقی نہ رکھا گویا خود اپنے پیر میں کلہاڑی ماری - اسدفعہ پھر برٹش بحری طاقت کا شکنجہ سخت ہو رہا ہے اور ہر گذرتے ہوئے ہفتہ کے ساتھ جرمنی پر جال تنگ ہوتا جاتا ہے - اب تھوڑا بہت جو کچھ روس ترکی اور اسپین سے ملجائے اوسکے سوا جرمنی کو بیرونجات کا مال نہیں مل سکتا -

سمندر پار کا تو گویا کچھ بھی نہیں ملسکتا - اگر مثلاً اسپین کے ذریعہ وہ کچھ سمندر پار سے منگائے تو ناکہ بندی کے قواعد سے اس فریب کا حال کھل جائیگا اور مال جرمنی کے بجائے انگریزوں کے قبضہ میں آ جائیگا - زمانہ امن میں جرمنی جن ملکوں سے مال خریدتا ہے اور درآمد کی برآمد سے بیشی نقشہ ذیل سے معلوم ہوگی جسمیں ہندسوں سے مراد ریشمارک کے ملین ہیں -

	جرمنی درآمد کی برآمد سے بیشی ذیل کے ملکوں سے	سنہ ۱۹۳۷ء
سلطنت برطانیہ	ہندوستان	۲۱
	ملایا	۷۸
	آسٹریلیا	۳۸
	جنوبی افریقہ	۳۰
	غربی افریقہ	۵۹
	کنیڈا	۱۶
	میزان مذکورۂ بالا سلطنت برطانیہ کے ملکوں کی	۲۴۲
	اسپین	۶۴
	ڈچ ایسٹ انڈیز	۶۲
	آرجنٹائن	۱۴۸
	ممالک متحدہ امریکہ	۷۳
	رومانیا	۵۰

اس نقشہ سے معلوم ہوگا کہ ناکہ بندی کا اجرا رہو سکتے ہیں

جن بڑے ملکوں سے درآمد کی بیشی ہوتی تھی اونسے جرمنی فوراً الگ
کردیا گیا اور اسوقت بھی سوائے اسپین اور رومانیہ کے سب سے
جدا ہی۔ چند صفحہ پیشتر ضمن ۲ (مواد ضروری کی طاقت) کی سرخی کے
ماتحت دکھلایا گیا ہی کہ تمام اہم مواد خام کا جرمنی محتاج ہی جس میں سے
قدرے قلیل کے سوا پڑوسی ملک مہیا نہیں کرسکتے۔ لیکن اگر پڑوسی
ممالک سارا مال دیسکتے تو بھی جمع شدہ سونا خرچ کرنے کے بعد جرمنی
خریداری کی قیمت ادا نہیں کرسکتا۔ وجہ یہ ہی کہ اوسکی بیرونجات
سے خریداری کے دام اسٹرلنگ یا ڈالر یا فرنک کی شکل میں ادا
ہونے تھے کیونکہ جرمنی کی کساد بازاری کے باعث اوسکے سکہ
میں باہر سے بیوپار کرنا محال تھا۔ لہذا جرمنی کی پالیسی یہ تھی کہ یورپ
میں خریدنے سے زائد بیچے اور اوس کی بیشی سے جو غیر ملکی سکہ ملے
اوسکے ذریعہ سے یورپ کے باہر خریداری کرے اور وہاں فروخت
سے زیادہ خریدے۔ اب اس لڑائی کیوجہ سے ان تینوں سکوں
میں بیوپار کرنا جرمنی کی قدرت میں نہیں رہا۔ اور گو فرانس اب لڑائی
میں نہیں ہی تاہم شکست کھایا ہوا اور جرمن مقبوضہ اور ناکہ بندہونیکی
وجہ سے وہ خود کساد بازاری میں جرمنی کی مثل ہوگیا اور فرنک بھی
مارک کیطرح خرید فروخت کے لئے بیکار ہوگیا۔ اس پہلو سے سنہ ۱۹۱۴ء

ی جنگ میں جرمن حالت بدرجہا بہتر تھی کیونکہ اوسوقت جرمن مارک دنیا کے بڑے رائج الوقت سکوں میں شامل تھا۔ جرمنی نے پڑوسی ملکوں کو انگریزی تجارت سے محروم کرکے اپنا یہ نقصان کرلیا ہے کہ اوس تجارت کے ذریعہ جو اسٹرلنگ اون ملکوں میں آتا اوس سے جرمنی خود بھی تجارتی نفع اوٹھا سکتا جو موقع اب نہیں رہا۔

۳۷ء کے جرمن سرکاری اعداد و شمار سے واضح ہے کہ جسقدر مال بیرونی ممالک سے قطع تعلق ہو کر جرمنی کے پاس پڑا رہا حسب ذیل ہے۔

مال	تجارت منقطع کی تقریباً ملین اسٹرلنگ میں	یہ ساری تجارت کا کتنا جزو ہے
کوئلہ اور کوک	۱۸۷	تہائی
بافتہ مال	۷۶	"
کاغذ اور کاغذی مال	۹۵	آدھا
کیمیاوی اشیاء رنگ کھاد ادویات	۳۴۲	"
لوہا اور فولاد نیم ساختہ	۱۲۶	تہائی
اوزار اور لوہے کی اشیاء	۲۳۹	آدھا
مشینری جات کے اوزار، بصارتی اشیاء بجلی کا سامان	۳۶۰	تہائی
گاڑیاں اور جہاز	۱۰۱	"

جن نیوٹرل ملکوں تک جرمنی کی پونہچ ہی ان کے ہاتھ مال بیچنے میں جرمنی کوشش کرکے کچھ اضافہ کرسکتا ہی لیکن جو بازار کھو گئے ان کی کافی تلافی قطعاً ناممکن ہی۔ نتیجہ یہ ہی کہ ایک طرف تو مال خام مطلوبہ جرمنی کو نہیں مل سکتا دوسری طرف اگر وہ نیوٹرل جن سے جرمنی کا تعلق باقی ہی ساری ضرورت پوری کرسکتے (جو ان کے امکان سے باہر ہی) تو بھی نازیوں کو ادائے قیمت کے لئے برآمد کے واسطے ایسا مال مہیا کرنا ممکن نہ ہوتا جس کے ذریعہ سے نیوٹرلوں کو قیمت ادا کی جاسکتی۔ ممکن ہی کہ برآمد کی تجارت کھو بیٹھنے کی کچھ عرصہ تک جرمنوں کو پرواہ نہ ہو۔ شروع لڑائی کے وقت شائع شدہ مقدار جرمن سونے کی ۶ یا ۸ ملین پونڈ تھی لیکن چکوسلوواکیا اور آسٹریا کی لوٹ سے کچھ ملا ہی اس خزانہ سے کسقدر صرف ہوچکا تھا معلوم نہیں ہی مگر یہ سمجھ لینا ٹھیک نہیں کہ شائع شدہ سونے کے سوا اور نہیں ہی۔ کیونکہ یہ راز فاش ہی کہ پانچ چھ سال سے جبکہ جرمن برطانیہ سے اپنی مفلسی کا عذر کرتے رہے اوسی عرصہ میں وہ خفیہ طور پر سونا جمع کرنے میں بھی مصروف رہے اگرچہ لندن کے مقابلہ میں یہ ایک حقیر مقدار کیوں نہ ہو۔ جبتک یہ مقدار باقی ہی جرمنوں کو اسمیں سے برآمد کی کمی پوری کرنا ہوگی۔ اس لڑائی کے خیال سے جرمنی نے مواد خام کے جو ذخیرہ جمع کر رکھے تھے وہ کبتک

چلیں گے یہ معلوم نہیں ہے لیکن غیر محدود مدت تک اُنکا باقی رہنا ناممکن ہے۔ جیسے کہ وہ ختم ہوتے جائینگے جرمنی کے پیداوار کی مشین کے حصّے یکے بعد دیگرے رُک جائیں گے اسی میں جرمنی کی کمزوری مضمر ہے۔ کچھ عرصہ وہ پورے پیمانہ پر اپنا پیداوار رکھ سکتا ہے لیکن جتنا زیادہ مال وہ بنائیگا اُسیقدر جلد ذخیرے ختم ہوجائیں گے اور اوسکی مصیبت کا دن قریب آجائیگا۔

جرمنی کا پڑوسی مقبوضہ ملکونکو لوٹنا اس مسئلہ کو حل نہیں کرسکتا یہ سب جانتے ہیں کہ جب جبریہ فروخت کرائی جاتی ہے تو کاشتکار مال چھپا دیتے ہیں۔ صنعت و حرفت کے میدان میں جبر برتنے سے یہ ہوتا ہے کہ کام خراب کیا جاتا ہے اور مشین بگاڑی جاتی ہے علاوہ اسکے زبردستی چھین جھپٹ کے لئے فوج کی بڑی تعداد درکار ہوتی ہے جیسا کہ ۱۹۱۸ء کے بعد یوکرین میں جرمن تجربہ کرچکے ہیں۔

درحقیقت اس بات سے مفر نہیں ہے کہ نہ تو معمولی تجارتی طریقوں سے نہ جبر و شدت کے استعمال سے جرمنی کو بحری ناکہ بندی کے اٹل دباؤ سے بچ نکلنے کی امید ہوسکتی ہے۔ اسکا یہ مطلب نہیں کہ برطانیہ کا کام آسان ہے مگر یہ بھی ظاہر ہے کہ جرمنی لانبی لڑائی برداشت نہیں کرسکتا اگرچہ نازیوں نے ایک ایسی مشین بنا رکھی ہے کہ اپنے گلے کی داب کو چھڑانے

کے واسطے بہت زور کی چوٹ لگا سکتے ہیں تاہم اونکا گلا داب میں ضرر ہی اسبات سے نازی اور ہم دونوں واقف ہیں۔

ایکطرف تو برطانوی بحری طاقت اقتصادی جنگ سے دشمن کا خون چوس رہی ہو اور دوسری طرف برطانوی جہاز دنکے لئے دنیا کے سمندری راستونکی چوکیداری اور حفاظت میں کامیابی سے مصروف ہی یہ مسلم ہی کہ خاصکر اٹلانٹک سمندر میں دشمن نے ہمارے جہازوں کو بہت نقصان پوہنچایا ہی اور پوہنچا رہا ہی اور حالت خطرناک ہی مگر لڑائی تو نام ہی خطرہ کا ہی کوئی دل لگی تو ہی نہیں۔ دشمن کو سامنے آکر بحری جنگ کرنے کی تاب نہیں ہی جو کچھ نقصان وہ کرتا ہی چھپے چوری داؤن گھات سے اپنی ڈبکیتوں بارودی سرنگوں اور ہوائی بیڑے سے کرتا ہی۔ مگر وہ کونسا قوی سے قوی ملک ہی جہاں چوری ڈکیتی نہیں ہوتی کیا ہندوستان میں روزانہ سیکڑوں کو مل لگنے دسیوں ڈکیتی ہونیسے برطانوی راج اوٹھ جاتا ہی اور امریکہ میں گینگسٹروں کی حرکتوں سے امریکن حکومت جاتی رہی ہی اسیطرح جرمنوں کی اس نقصان رسانی سے برطانوی سمندری راج میں کچھ فرق نہیں ہی۔

دشمن کا بیڑا سر چھپائے پڑا رہتا ہی۔ جب گراف اسپے جیسا مضبوط جنگی جہاز ڈاکہ زنی کو چلتا ہی تو بھیس بدلکر اور چھپکر نکلتا ہی اور ہمارا

بیڑا اوسکا پتہ چلالیتا ہی تو کمزور جہاز اوسے مار بھگاتے ہیں۔ جب اوسکا سب سے زبردست جہاز بسمارک مع اور جہازوں کے نکلتا ہی تو باوجود اوسکی چھپنے کی کوشش کے ہمارے بیڑے کی ہر دم کھلی آنکھ اوسکو تاڑ جاتی ہی وہ بھاگ اوٹھتا ہی اور ساڑھے سترہ سو میل کے تعاقب کے بعد سمندر کی تہ میں پہونچا دیا جاتا ہی۔ کیپ میٹا پان کی لڑائی اور ٹارنیٹو کے حملہ میں برٹش نیوی کے کارنامے دنیا کی بحری تاریخ میں سب سے نمایاں سنہری حروف میں لکھے جائینگے ناروے ڈنکرک یونان اور کریٹ سے عظیم الشان فوجونکو صاف بچا لیجانا یہ بھی بیڑے کی معجزنما خدمات ہیں۔ ہزاروں میل فوجیں اور لاکھوں ٹن سامان کی باربرداری یہ بھی اسی نیوی کا طفیل ہی کھلے سمندر میں برطانیہ کے بیس ہزار جہاز سے کم اور خطرناک رقبہ میں چار سو جہاز سے کم کسی دم نہیں چلتے ہیں دشمن کا کھلے سمندر پر (بجز چھپے چوری کے) کوئی جہاز نہیں رہا اور فقط اپنے مقبوضہ علاقوں کے کنارہ کنارہ جرمنی جہاز چلاتا ہی تاہم مئی سنہ ۱۹۴۱ء میں جتنا انگریزی جہازونکا نقصان ہوا اوسکا تین چوتھائی دشمن کا بھی ہوا۔ یہ سب کچھ برطانیہ کے سمندری راج کا قطعی ثبوت نہیں تو پھر کیا ہی۔

(۵) برطانوی ہوائی بیڑے کی آئندہ فوقیت۔ ذرہ بھر سمجھ رکھنے

والے کے لئے یہ مسئلہ روز روشن کیطرح صاف ہے۔ سطور بالا میں واضح ہو چکا کہ برطانیہ کے بیڑے کے سمندری راج میں کسیکو چون و چرا کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں انگریزوں سے زمانہ امن میں ایسی بھاری غلطی ہوئی ہے جس کا دردناک خمیازہ وہ بھگت رہے ہیں اور نازی بھی ایک ایسی غلط فہمی کا شکار ہو چکے ہیں جس سے اونکی آنکھیں کھل گئیں ہیں۔ ہماری سلطنت کی غلطی تو یہ تھی کہ اونہوں نے اس بات کو پورے طور پر نہ سمجھا کہ بغیر کافی ہوائی طاقت کے بحری طاقت کو خطرہ میں ڈالنا اور اوسکی قوت کو کم کرنا ہے اور ابتدائے جنگ کے وقت اونکے پاس گویا کچھ بھی ہوائی طاقت نہ تھی اور دوران جنگ میں یہ کام پورا کرنا غایت درجہ مشکل ہے اور دھر نازیوں کی یہ غلط فہمی تھی کہ بزعم خود اونکی ہوائی طاقت کے سامنے برطانوی سمندری بیڑہ کچھ بھی نہ کرسکیگا اور لندن اور دوسرے شہرونکو ڈھا کر وہ چند روز میں اپنی شرطیں منوالیں گے اونکا یہ خیال دوسرے ملکوں میں حتیٰ کہ فرانس میں بھی صحیح نکلا لیکن جب برطانیہ کی نوبت آئی تو چلتی گاڑی اندھن میں پھنس گئی۔ نیوٹرل ملکونکا بھی یہی خیال تھا فہمی امریکہ تک کو اندیشہ تھا کہ برطانیہ کا آخری وقت آگیا ہے اسی غلط کیوجہ سے اٹلی لڑائی میں شامل ہوا اسی کیوجہ سے فرانس نے کاندھا

ڈال کر ذلت اور غلامی قبول کر لی۔ لیکن برطانوی جدید اور مختصر ہوائی
بیڑے نے ایسے ہشیاری لیاقت اور جانبازی کا ثبوت دیا کہ دنیا بھر
کے اس خیال کو غلط کر ڈالا۔ ہٹلر کے بجلی نما ہوائی حملہ کو جو جولائی سے
ستمبر تک ہزاروں جہازوں سے دنیں جاری رہا ایسی شکست دی
کرادسنے اس قسم کا حملہ ہمیشہ کے لئے چھوڑ دیا اس ہوائی بیڑے نے
شاندار کام نیوی کی امداد میں ہر موقع پر انجام دئے ہیں روزانہ
بلاناغہ جرمن کارخانوں پر بڑے شہروں فوجی مرکزوں اور کنارہ
کنارہ چلنے والے جہازوں پر وہ حملے کرتے رہتے ہیں اور نازیوں کا
اپنی قوم سے یہ وعدہ کہ وہ انگریزی زد سے محفوظ ہیں بالکل غلط کر دکھایا
یہی نہیں بلکہ ان بندرگاہوں کو جو حملہ برطانیہ کے مرکز تھیں ایسا مسمار
کیا کہ جس حملہ کی دھمکی تھی نہ آجتک ہوا اور نہ انشاء اللہ آئندہ ہونے
والا نظر آتا ہے۔ یہ حیرت انگیز کارنمایاں ایسے وقت میں ہوئے جبکہ انگریزی
ہوائی بیڑا بالکل نونہال تھا اور اوس کو اپنے کام کے لئے چھ سات سو
میل اور کبھی بارہ سو میل تک کی آمد و رفت کرنا ہوتی تھی درانحالیکہ
جرمن ہوا بازوں کا کام ڈیڑھ دو سو میل ہی سے چل جاتا تھا پھر انگلینڈ
پر جرمن ہوائی حملہ میں ہمیشہ ایک ایک کے بدلے تین چار جرمن
جہاز دنیں گرائے جاتے رہے چنانچہ واقعات نے دنیا سے منوا دیا کہ

کہ انگریزی مشینیں بھی بہتر ہیں اور انگریزی ہوا باز بھی فائق ہیں اور اسی سے اونھوں نے جرمنی میں ہل چل مچا دی ہے حالانکہ جو جہاز انگریز تیار کر رہے ہیں اور جو امریکن تیاری ہیں انگریزوں کا حصہ ہے یہ دونوں ملکر ابھی جرمن تیاری کی برابر بھی نہیں ہوئے ہیں۔ لہذا ہر ذی عقل بلا تردد کہہ سکتا ہے کہ ہماری ہوائی طاقت روز بروز بڑھ رہی ہے اور وہ دن بہت دور نہیں جبکہ تعداد میں بھی وہ جرمنی سے بہت برتر ہوگی اور اُس وقت خدا کا نام لے کر جرمنی پر وہ بے پناہ حملہ ہوگا جس سے اوسکو تارے دکھلائی دینے گے اور جسکی وہ تاب نہ لا سکیگا۔

(۶) اہل برطانیہ کی ناقابل بیان ہمت اور استقلال یہ وہ سب سے بڑا جادو ہے جو انشاءاللہ برطانیہ کو حبائے بغیر نہیں رہ سکتا جرمنی کے خفیہ ہتھیار کی بابتہ ہم ڈینگیں سُن چکے ہیں۔ ان ڈینگوں کے بعد مقناطیسی سرنگیں اونسے استعمال کیں جو ابتداً بڑے نقصان کا باعث ہوئیں مگر برطانوی ماہرین نے جلد انکا توڑ نکال لیا اور اب اُن کا کوئی نام بھی نہیں سنتا ہے۔ لیکن ایک امریکی اخبار نے کیا خوب لکھا ہے کہ برطانوی ہمت اور ارادہ بس یہی برطانیہ کا بے پناہ خفیہ ہتھیار ہے بحری بری اور ہوائی فوج ہی تک یہ محدود نہیں ہے بلکہ مزدوروں کاریگروں اور تاجروں

ہیں - غریبوں اور امیروں میں - مردوں اور عورتوں میں - بچوں اور
بوڑھوں میں غرض ساری قوم میں ایک روح رواں کی طرح پھیلا ہوا ہے
جرمنوں نے ہوائی جہازوں سے ایسے ایسے مظالم ڈھائے کہ اونکو سنکر
رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں اور انسانیت کے دامن پر دھبہ لگتا ہے بعض
سالم شہر ڈھا دئے گئے اور پوری آبادیاں بے خانماں کردی گئیں -
لندن میں شاید کوئی تاریخی عمارت اونکے تباہ کن ہاتھ سے بچی ہو مالی
نقصان کا تو ذکر کیا ہزاروں جانیں ضائع ہوگئیں اور ہزاروں اپاہج
ہوگئے غریبوں کے محلوں کو خاص نشانہ بنایا تا کہ گھبرا کر وہ شورش کر بیٹھیں
لیکن یہ سب جتن اکارت گئے اور اہل برطانیہ اور لندن والوں
نے دنیا بھر سے ایسا خراج تحسین حاصل کیا جس کی نظیر نہیں ہے - کسی
آزمایش سے وہ نہ جھجکے کسی سختی سے اونہوں نے منہ نہ موڑا رات کو
بمباری سے سڑکوں اور گھروں میں ایک قیامت کا سماں ہوتا ہے اور صبح
کو بدستور کاروبار جاری ہوتا ہے - کھیل اور گھوڑ دوڑیں بھی حسب معمول
ہوا کرتی ہیں - مسٹر چرچل بم زدہ محلوں میں جاتے ہیں تو مخلوق اونکو
کاندھوں پر چڑھائے ہُرّے کے نعرے لگاتی ہے - اس ہمت اور دلاوری
پر یہ پایدار رہتے ہوئے اور زیادہ حیرت ہوتی ہے کہ اہل برطانیہ کو صدیوں
سے اپنے ملک کے اندر لڑائی کی سختی دیکھنے کا کبھی موقع نہیں آیا ہے

آگے بڑہنے پیچھے ہٹنے سے کچھ نہیں ہوا کرتا ہی - یقیناً یہ لڑائی وہی فریق جیتے گا جس کا استقلال (STAYIN GP OWER) زیادہ ہی جیسا بارہا کشتی اور بوکسنگ میں دیکھا گیا ہی دبلا اور چھوٹا پہلوان موٹے تازے مخالف کو دم خم کے زور سے اکثر مار لیتا ہی برطانیہ کے دم خم کا پورا تجربہ ہمیں ہو چکا ہی جبکہ مصیبت کے پہاڑ پر پہاڑ اوسپر ٹوٹتے رہے ہیں - مگر جرمنوں کی آزمایش ابھی ہونا ہی امید نہیں کہ شکست اور مصیبت کے وقت اونکے قدم جمے رہیں - ابھی تو وہاں فتح پر فتح ہو رہی ہی پھر بھی اوس سلطنت کی جڑ میں کوئی کیڑا ضرور لگا ہوا ہی کہ نائب فورر ہیس لندن کو بھاگا ہوا جاتا ہی گراف اسپے کا کمانڈر اور نوروے کی بحری کمان کا جرمن ایڈ میرل دونوں خودکشی کرتے ہیں

بلا استثنا رکسی پارٹی کے امریکہ کی ساری قوم مع اوسکے نامور پریزیڈنٹ کے اور اونکے مخالف مسٹر وِنڈل ولکی کے برطانیہ کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہی چنانچہ

پریزیڈنٹ روزولٹ فرماتے ہیں "یہ سیدھے سادے لوگ سپاہی ہوں خواہ غیر سپاہی - ملاح ہو یا ہوا باز سب تہذیب کے واسطے صف اول میں لڑ رہے ہیں

وہ اس صف میں ایسے استقلال سے ڈٹے ہوئے ہیں جو ہر براعظم کے ہر آزاد آدمی کے لئے موجب رہنمائی ہوتا رہیگا۔"

امریکن اخبار سینٹ لوئس گلوب ڈماکریٹ "جسکو نپولین دوکانداروں کی قوم کہتا تھا وہ چند مہینہ میں رستم و سہراب کی قوم بن گئی ہے۔

امریکن اخبار بوسٹن ہرلڈ "انگریزوں کی خاموش ہمت اور شجاعت نے امریکنوں سے گرمجوش خراج تحسین حاصل کیا ہے اس جزیرہ کے مدافعین (جو ایک قلعہ بنا ہوا ہے) وہ ہمت و مردانگی دکھلا رہے ہیں جس کا اسپارٹنوں نے تھرماپلی میں اتھینیوں نے ماراتھان میں اور مٹھی بھر دلیر امریکنوں نے الامو میں ثبوت دیا تھا۔"

سفیر امریکہ نے شہر برسٹل کی شدید بمباری کے بعد وہاں کے ایک باشندے سے حیرت اور غم کے ساتھ پوچھا کہ اس آفت کو تم لوگ کب تک سہہ سکتے ہو تو اوسنے جواب دیا کہ جرمنوں سے فقط ایک ہفتہ زیادہ۔

مسٹر چرچل "وہ تاریک گھڑی جسمیں ہماری فوج کا نظام درہم برہم ہوگیا تھا ہم ننگے رہ گئے تھے شاید ہی کوئی ٹینک

یا تو پ برطانیہ میں باقی تھی تقریباً سارا ذخیرہ اور سامان جنگ فرانس میں کھو گیا تھا اوس گھڑی میں بھی برٹش گورنمنٹ ایک لمحہ کے لئے کسی فاتح سے صلح کا خیال دل میں نہیں لائی اور ایک قوم کے لئے اپنے ارادہ میں مایوس نہیں ہوئی ''

سب سے زائد دلچسپ ذیل کا اقتباس ہے۔ ''اس برونت قوم کو ایسی ہمت مردانہ عطا ہوئی ہے جو اوس کو ہر ایسی جنگ میں جسکا وہ ذمہ لے فتحمند کر کے رہتی ہے چاہے لڑائی کتنی ہی مدت تک رہے چاہے کتنی ہی بھاری قربانیاں اوسکے واسطے کرنا پڑیں اور یہ سب پھر وہ اوسوقت ہی کر گذرتے ہیں جبکہ اونکا ساز وسامان دوسری قوموں کی نسبت بالکل ناکارہ ہوتا ہے'' یہ چیمبرلین یا چرچل کا کہنا نہیں ہے بلکہ خود ہٹلر کا قول ہے جو سترہ برس پیشتر اوسنے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں لکھا ہے یہ قول ایک سبق آموز ہے جس کے بعد اس بحث پر اور لکھنا زیادہ گوئی ہوگی۔

(۷) امریکہ کی ہمدردی اور امداد۔ اوس ملک کی ہمدردی تو ہمیشہ سے برطانیہ کے ساتھ تھی لیکن امرکن قوم زیادہ تر لڑائی سے الگ رہنا چاہتی تھی ۔ پریزیڈنٹ اور کابینہ وزرا ابتدا ہی سے خوب جانتے تھے کہ برطانیہ کی جیت

ضروری ہی چنانچہ پریزیڈنٹ نے پہلی بار نیوٹرالٹی ایکٹ کی ترمیم چاہی تو وہ نہ ہوئی لیکن امریکہ جمہوری ملک ہی حکام مخلوق سے کوئی کام جبراً نہیں کرا سکتے۔ بحث مباحثہ سے اور سمجھا بجھا کر رفتہ رفتہ اب یہ نوبت کرلی ہی کہ برطانیہ اور امریکہ ایک جان دو قالب ہو گئے ہیں۔ عرصہ تک نقد قیمت لیکر انگریزی جہازوں میں برطانیہ کو مال بھیجا گیا اوسکے بعد برطانیہ سے کچھ جزیرے پٹہ پر لیکر پچاس جنگی جہاز برطانیہ کو دئے پھر پٹہ اور ادھار کا قانون پاس ہوا جسکے ذریعہ سے اب برطانیہ کو سب کچھ بلا قیمت دیے ہوئے ملتا ہی۔ ہوائی جہاز جو بنتے ہیں اونمیں سے آدھے برطانیہ کے حصہ کے لئے مخصوص ہیں دشمنوں کے اور دشمنوں کے مقبوضہ ممالک کے جہاز پکڑ لئے گئے ہیں جن سے انگریزوں کا کام چلایا جا رہا ہی۔ ان ملکوں کی پونجی جو امریکہ میں ہو روک دی گئی ہی جرمنوں کے امریکہ میں سالے تو نصلخانے بند کر دئے گئے ہیں۔ جو فرانس کے جہاز لا اٹلانٹک میں سونے سے لدے ہوئے کھڑے ہیں اونکی نگرانی ہو رہی ہی انگریزوں کے لئے دور تک سمندری چوکیداری امریکن جنگی بیڑا کرتا ہی۔ مصر تک سامان امریکہ کے جہاز پہنچانے لگے ہیں۔ کینیڈا اور نیوزیلینڈ کے درمیان جو انگریزی جہاز چلتے تھے اونکا کام امریکہ نے اپنے ذمہ لے لیا ہی اور

انگریزی جہاز لڑائی کے کام کے لئے چھوٹ گئے ہیں۔ مشرق بعید میں
انگریزوں اور نیدرلینڈز ایسٹ انڈیز کے ساتھ بلکہ ہر حملہ آور سے
نپٹنے کا سمجھوتہ ہی۔ برطانیہ کے ہوا باز امریکہ میں بھی سدھائے جاتے ہیں۔
اسوقت قول و فعل دونوں سے امریکہ برطانیہ کا میگزین بنا ہوا ہی۔
خبر آئی ہی کہ اس سال امریکہ ساڑھے بارہ لاکھ ٹن کے جہاز بنائیگا
آئندہ سال سینتیس لاکھ ٹن کے اور اوسکے بعد پچاس لاکھ ٹن کے
سالانہ تیار کریگا۔ پریزیڈنٹ روزولٹ کا ارشاد ہی کہ ہمنے ایک
بہت بڑا سپلائی کا پروگرام شروع کیا ہی جو ایکسس کی شکست کے
لئے ضروری ہی سامان خوراک و جنگ بھجانیکے لئے جہازوں کی ضرورت
ہی لہذا ہم فوراً اونکو بیس لاکھ ٹن کے جہاز دے رہے ہیں ابھی یہ بس
نہیں ہی بلکہ روزانہ کے کام کے لئے کافی جہازونکی سپلائی کی ضمانت
ہونا چاہئے۔ حال میں ۵۵۰ ملین ڈالر کے جہازوں کی تیاری شروع
ہوگئی ہی اتحادیوں کے جہازوں کی مرمت کیجاتی ہی۔ برطانیہ کے جنگی
جہازونکی بھی مرمت کی جاتی ہی ۳۴ ملین ڈالر سے زیادہ کا سامان
خوراک و جنگ واقعہ ڈنکرک سے ابتک بھیجا جا چکا ہی بمقابلہ گذرے
سال کے اول پانچ مہینوں کے اس سال کے اول پانچ مہینوں میں
دس گنے ہوائی جہاز اور بارہ گنے ہوائی جہاز کے انجن بھیجے گئے

اس سال کے اول تین ماہ میں بمقابلہ سال گذشتہ سترہ گنی مالیت کی ایکسپلوسیو چیزیں اور نوے گنی مالیت کے ہتھیار اور گولہ بارود بھیجے گئے۔"

اب عنقریب امریکہ کوئی نیا قدم اوٹھاتا ہو شاید اوسکا جنگی بیڑا مال کے جہازونکی حفاظت انگلستان تک کرنا شروع کردے اور شاید وہ فرانس کی بعض نوآبادیات پر قبضہ کرلے۔ غرضکہ وہ دن قریب آرہا ہے کہ امریکہ کھلم کھلا لڑائی میں داخل ہوجائیگا پریزیڈنٹ صاحب کی پالسی یہ معلوم ہوتی ہے کہ اعلان جنگ اور فوج بھیجنے کے سوا سب کچھ کریں اسپر اگر جرمنی اعلان جنگ کردے تو فبہا وہ ملک کو بتانے سمجھانے اور پارلیمنٹ کی کشمکش سے بچ جائینگے اور اگر جرمنی اعلان جنگ نہ کرے تو بہر طرح کی مدد یونہی برطانیہ کو ملتی رہے اسکے متعلق پریزیڈنٹ کے اقوال ملاحظہ ہوں "ممالک متحدہ نے اون ساری باہمت قوموں کی امداد کا ذمہ لیا ہو جو کسیجگہ بھی ظلم و ستم کا مقابلہ کررہی ہیں۔"
"جمہوریت کی شمع کو بجھنے نہ دینا چاہیئے برطانیہ وغیرہ میں دسیوں لاکھ آدمی جمہوریت کی اعلیٰ روشنی کو بربریت کی تاریکی سے بچانیکے لئے سینہ سپر ہورہے ہیں ہمارے لئے بتی تراشنا اور شمعدان صیقل کرنا کافی نہیں ہے۔ اس اعلیٰ شعلے کو قائم رکھنے کے لئے روزافزوں مدد

دینا لازم ہے اگر جمہوریت کو شکست ہوئی تو تقریر و عبادت کی آزادی اور خوف و محتاجی سے آزادی ممنوعہ چیزیں ہو جائینگی۔"

"ہر بیا اور پیڑا نا ہوائی جہاز اور لڑائی کا ہتھیار جو بچ سکتا ہے ہم سمندر پار بھیجینگے۔"

کرنل ناکس (وزیر جنگ امریکہ) "برطانیہ یونان اور چین کو ہم جن شرطوں پر مدد دینگے اگر انکی بابتہ ہم سودا کریں تو اپنی خودداری کھو بیٹھینگے۔ جرمنی کی فتح اسی فیصدی دنیا کی آبادی کو جرمنی کا دست نگر بنا دیگی۔"

ان حالات میں جرمنی کا چھپکے رہنا اور دبک جانا بتلا رہا ہے کہ نازی امریکہ کی شرکت سے گھبراتے ہیں اور یہ کیوں نہ ہو۔ اس شرکت کو جسقدر اہمیت دیجائے کم ہے قطع کلام یہ کہ اسی امریکہ کی شرکت سے پچھلی لڑائی برطانیہ جیتا تھا اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک بار پھر تاریخ دوہرائی جائیگی۔

نیویارک ہرلڈ ٹریبیون مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۴۱ء کا پیرس والا نامہ نگار ایک بے سنسر مراسلہ میں لکھتا ہے

"جرمنوں کو امریکہ کی مدد کا بڑا خوف ہے کیونکہ اوسکی وجہ سے بالآخر وہ لڑائی کھو بیٹھینگے اونکے گھر انقلاب ہو جائیگا اور جو ملک جسنو

کی ایڑی کے نیچے ہیں اون میں شورش کی آگ لگ جائیگی۔ میننے جرمن سپاہیوں کو قہوہ خانوں میں کہتے سنا ہے کہ اگلے موسم بہار تک یہ قصہ ختم ہونا چاہیئے تاکہ وہ گھر لوٹ سکیں یہ کہ خدا نہ کرے امریکہ شریک ہو جائے کیونکہ آخر دفعہ بھی امریکہ کی شرکت ہی نے تختہ الٹ دیا تھا۔ اگر امریکہ پھر ایسا کرے تو خدا حافظ ہے"

یہاں تک برطانیہ کی فتح کے عقلی دلائل عرض کیئے گئے اب اسکی نسبت چند سیاسی داناؤں کی رائیں پیش کی جاتی ہیں۔

پریزیڈنٹ روزولٹ "مجھے یقین ہے کہ محوری طاقتیں یہ جنگ نہیں جیتینگی اور یہ عقیدہ تازہ ترین اور بہترین اطلاعات پر مبنی ہے"

"ہمارا یہ یقین ہے کہ جب ہمارے کارخانوں کا مال پورا پورا تیار ہونے لگیگا تو دنیا کی جمہوریتیں ثابت کر دینگی کہ ڈکٹیٹری لڑائی ہرگز نہیں جیت سکتی ہے"

"ساری دنیا پر حکومت کرنیکا محوری طاقتوں کا منصوبہ اور سوقت تک پورا نہیں ہو سکتا کہ اونکا سمندر پر دور دورہ نہ ہو جائے یہی آج اونکا بھی بڑا مقصد ہے جس کے حاصل کرنیکے لئے اونکو برطانیہ پر قبضہ جمانا لازم ہے لیکن اگر وہ سمندری راج حاصل نہ کرسکیں تو یقیناً اون کو

شکست ہو جائے گی اور اون مجرم لیڈروں کو جنہوں نے لڑائی شروع کی تباہی کا سامنا ہوگا یہ لیڈر اور اون کی قوم اسباب کو خوب جانتے ہیں۔ جب ہم اونکی لڑائی زمین پر محدود کر دینگے تو اونکے بیرحم سپاہی ملینوں کی گردن پر اپنا جوا قائم نہ رکھ سکینگے اور آخرکار اون کی ساری عمارت پاش پاش ہو جائیگی سمندر پر غلبہ حاصل کرنے کی اونکی کوشش کو ہم روکینگے ہم برطانیہ نیز اور سبکو جو برطانیہ کے ساتھ ہٹلریت سے لڑ رہے ہیں ہر قسم کی مدد دینگے برطانیہ کو سامان پوہنچانا نہایت ضروری ہے۔ یہ کام ممکن ہے ضروری ہے اور یقیناً کیا جائے گا۔ آخری فتح کا ہمکو پورا یقین ہے"

جون سال حال میں امریکہ نے فرانس کو متنبہ کیا کہ ہٹلریت کی شکست کے لئے امریکہ کوئی دقیقہ اوٹھا نہ رکھے گا اور فتح ہونے تک لڑائی جاری رہے گی۔

سابق پریزیڈنٹ ہوور "آخرکار برٹش امپائر اپنے شاندار مقابلہ میں فتحمند ہوگی"

مسٹر اسٹمپس امریکہ کے وزیر جنگ "ایکسس کی طاقتوں نے جو جھگڑا اوٹھایا ہے وہ نہ صرف یہ ثابت کرتا ہے کہ ہمارے اور اونکے نظاموں میں موافقت ناممکن ہے بلکہ یہ بھی کہ

قسمت کی طرف سے اونکے نظام کے خلاف آخری اور مکمل تباہی کا فیصلہ ہو چکا ہی۔ یہ تنازعہ درمیان حق و باطل کے آزادی اور غلامی کے مہربانی اور بیرحمی کے ہی جسمیں سمجھوتہ ناممکن ہی۔"

گیلپ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعہ رائے عامہ امریکہ گذشتہ نومبر یہ معلوم ہوئی کہ ۶۳ فیصدی کے نزدیک برطانیہ کی اور فقط ۱۰ فیصدی کے نزدیک جرمنی کی فتح ہوگی۔

سوئٹزرلینڈ کا گزٹ لوزان - "جو ملک زیادہ بڑے پیمانہ پر ہتھیار بنائے گا اوسی کی فتح ہوگی۔ محور کے لئے لازمی ہی کہ امریکی امداد کارگر ہونے سے قبل قصہ ختم کردے۔"

سویڈن کا گوٹ برگ ہینڈلز (اخبار) "جرمن لیڈروں کو ضرور یقین ہوگیا ہوگا کہ برطانیہ ہار نہ مانیگا۔ انگلستان کی مدافعت روزانہ مضبوط ہوتی جاتی ہی۔"

سویڈن کا آربٹر ٹوسٹن - "سویڈن والوں کی رائے ہی کہ برطانوی فتح اونکو جرمنی کے محکوم یورپ سے نجات دلائیگی۔ اس ملک کے لوگ آزادی کو ترجیح دیتے ہیں۔ برطانوی فتح جرمن تدبیروں کو الٹ دیگی اسلیئے وہ سب لوگ جو ان تدبیروں کو ناپسند کرتے ہیں برطانوی فتح کے خواہاں ہیں

جرمن مشہور جنرل کا بیان (اخبار کولینیشس زیٹنگ میں) جرمن ہوائی طاقت لڑائی نہیں جیت سکتی۔

یہ تنبیہ اس لئے ضروری ہے کہ جرمن لوگ اس خیال خام میں ہیں کہ ہوائی طاقت سے لڑائی جیتی جا سکتی ہے واقعہ یہ ہے کہ لڑائی جیتنے کا واحد طریقہ برطانیہ میں فوجیں اتارنا ہے۔ سخت سے سخت ہوائی حملہ فیصلہ کن نہ ہوگا"

مسٹر انیتھونی ایڈن (وزیر جنگ) "یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے اور آئندہ ثابت ہوگا کہ بحری طاقت بری طاقت سے برتر ہے جرمن بھی یہ جانتے تھے مگر انکا خیال تھا کہ ہوائی فوقیت سے یہ مشکل حل ہو جائیگی۔ لیکن اس کا بہتر علاج زبردست بحری طاقت اور تیزی سے بڑھتی ہوئی ہوائی طاقت نظر آتا ہے آج یہی سبب ہے جرمنی کے لئے نہیں بلکہ ہمارے لئے فتح قرین قیاس ہے"

لارڈ ہیلیفیکس "اس کھیل میں تیل تانبا اور ربڑ آزادی کے ہاتھ میں تین ٹرمپ کے پتے ہیں لڑائی جیتنے کے لئے یہ سب سے لازمی چیزیں ہیں۔ برطانوی عملداری میں ستر فیصدی تیل ۷۵ فیصدی تانبا اور ۹۰ فیصدی ربڑ موجود ہے یہ سادہ اور ٹھوس واقعات اور شکی دماغوں کو چیلنج دیتے ہیں

جنکو ہٹلر کی بالآخر شکست اور تباہی کا پورا یقین نہیں ہوتا ہے۔" بل

اٹلانٹا کانسٹی ٹیوشن (امریکن اخبار) "پتلی چینل کے پار ڈونا فا
شکست دیکر کھڑا ہوا اونچا ہوتا جاتا ہے

جو آخر کار نازی ہیبت کو اوس گندے نالے میں پھینک دیگا جس
سے وہ نکلی ہے۔"

شری ارابندو گھوش ہمکو انگریزی فتح کی امید ہے اور اوسکے ذریعہ
سے امن کی۔ قوموں کی اتحاد کی اور بہتر اور زیادہ

محفوظ نظام عالم کی بھی توقع ہے۔"

ڈاکٹر پی سبارویں (جو کانگرس منسٹر رہ چکے ہیں) ہندوستان
کو یقین ہے کہ انگلستان کی فتح ہوگی۔"

مسٹر چمنی لال مہتا (انڈین مرچنٹس چیمبر کے روبرو تقریر) "سارے
آزادی چاہنے والے ملک مع ہندوستان کے

پکا یقین رکھتے ہیں کہ اس بڑی آزمائش اور سختی سے اہل برطانیہ
آخر کار فتحمند نکلیں گے۔"

المصری (مصر کا اخبار) ہٹلر کو ظلم و ستم کی کھیتی سے سوائے اپنی
کامل تباہی اور قطعی بربادی کے اور کچھ نہ ملے گا۔"

سر سکندر حیات خان صاحب۔ اب میدان میں صرف ایک

جمہوریت رہگئی ہی جو اپنے سے بہت بڑے دشمن سے لڑ رہی ہی اور جو (انگریزی قوم اور اوسکے لیڈروں کی ہمت دیکھتے ہوئے) ضرور فتحمند رہے گی۔"

نیویارک ہرلڈ ٹربیون جبتک برطانیہ کو سمندری سرداری حاصل ہی اور رہوا میں وہ مغلوب نہیں ہوا جرمنی کی شکست ممکن ہی نہیں بلکہ قرین قیاس ہی"

سردار اورنگ زیب خاں (ممبر آل انڈیا مسلم لیگ) "ہندوستان کا یہ پکا یقین ہی کہ انجام کار برطانیہ ہی کی فتح ہوگی!"

پانچواں حصہ

ملک کی پولیٹیکل پارٹیوں کا رویہ کیا ہی

اس رسالہ میں اوپر دکھلایا جاچکا ہی کہ ملک کے ہر فرقہ اور پارٹی کو نازیت اور فیسزم سے بیزاری اور نفرت ہی اور وہ اوسکی شکست چاہتے ہیں لیکن سب سے بڑی پارٹی کانگریس نے تعاون نہ کرنے پر ہی بس نہ کیا بلکہ سول نافرمانی بھی شروع کردی ہی۔ یہ ایک حیرت انگیز نظارہ ہی۔ ایک طرف تو نازیت پر لعنت ملامت اور اس سے بیزاری اور جمہوریتوں سے ہمدردی کی بھرمار ہی دوسری طرف جمہوریتوں

کے جان گسل مقابلہ میں اونکی راہ میں ہر قسم کا روڑا اٹکایا جاتا ہی ایک طرف تو انگلستان پر اسلئے لعن طعن کی جاتی ہی کہ اوسنے اٹلی کو ابی سینیا فتح کرنیسے فرانکو کو اسپین میں جمہوریت مٹانیسے جاپان کو چین پر فوج کشی سے اور جرمنی کو چیکوا سلواکیا کی لوٹ سے نہ روکا اور دوسری طرف جب انگلستان کمر ہو رہی اور جمہوریت کی مدد پر کمر باندھتا ہی اور اپنی جان و مال اور آزادی کو خطرہ عظیم میں پھنسا دیتا ہی تو اوسکی اعانت کے راستے بند کئے جاتے ہیں ایک طرف ڈینگیں ہیں کہ ہندوستانی اپنی حفاظت ہی نہیں کر سکتے ہیں بلکہ دنیا کو نازیت سے چھڑا سکتے ہیں دوسری طرف جو ہندوستانی فوج لڑ رہی ہی اور واقعی نازیت کے مقابلہ میں مدد کر رہی ہی اوسکو کرایہ کا ٹٹو (MERCENARY) کہا جاتا ہی۔ ایک سانس میں دنیا اور ہندوستان کو نازیت کے خطرہ میں مبتلا بتایا جاتا ہی اور دوسری سانس میں اون لوگوں سے جو اس مصیبت سے نجات دلانیکی سعی میں لگے ہوئے ہیں پولیٹیکل باؤ ر ٹھگنے کے لئے سودا اور داؤن پیچ کیا جا رہا ہی مہاتما گاندھی جی فرماتے ہیں خود ہٹلر انجام کار کچھ بھی نا ہی تا ہو ہٹلریت کے معنی ہمیں معلوم ہیں۔ اوسکے معنی کھلم کھلا ظالمانہ جبر ہیں جسکو سائنس کی شکل دیگئی ہی اور جس سے سائنس کے نتیجے

طور پر کام لیا جاتا ہے"۔ مگر معمولی انسان کی عقل اس معمہ کو سلجھانیسے قاصر ہے کہ پھر مہاتماجی اپنا بھاری اثر اسمیں کیوں صرف کر رہے ہیں کہ اس خطرہ کو ہندوستان سے دور رکھنے میں مدد نہ دیجائے مسٹر راجا گوپال چاریار اور مسٹر شنکرا دیو کہتے ہیں کہ ہم کو برطانیہ کی فتح کے لئے" دعا مانگنا چاہیئے پھر نعوذ باللہ حق تعالی سے یہ کیسا تمسخر ہے کہ برطانیہ کی فتح کیواسطے امداد کو روکا جاتا ہے۔ سر سکندر حیات خاں صاحب نے کیا خوب فرمایا ہے "مہاتما گاندھی کے مطالبہ کے یہ معنی ہیں کہ جسوقت برطانیہ موت و زیست کی جنگ میں پھنسا ہوا ہے اسکی پشت میں چھری بھونکنے کی آزادی دیجائے۔ یہ بات کہ چھری بھونکنا عدم تشدد کے طور پر ہوگا اسکے رویہ میں کوئی فرق پیدا نہیں کرتا۔ یہ عجیب طریقہ برطانیہ سے ہمدردی کے اظہار کا ہے"۔ اس فعل پر کانگریسیوں کو بڑا اعتراض ہے لیکن اگر پشت کی جگہ سینہ کہا جائے تو کیا فرق ہو جائے گا بلکہ پھر یہ معنے ہونگے کہ کانگریس ہٹلر کے پہلو بہ پہلو ہے کانگریس یہ بھی قبول نہیں کرتی مگر پھر کانگریسی اخبار ستیہ ریکا کے اس قول کا ہم کیا مطلب سمجھیں ستیاگرہ برٹش گورمنٹ کو غلطی پر ٹھہرادیگی اور مہذب دنیا کی نظر میں برطانیہ کے مقاصد جنگ و صلح کو مذموم بنادیگی"۔ گویا ستیاگرہ

ہٹلر کے لئے پروپاگنڈا ہترا۔ مگر اسپی اخبار نے ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء
کو لکھا تھا۔ "تاہم انگلستان کے خلاف ہندوستان کی شکایتیں
کچھ بھی ہوں کانگریس کی اکثریت اپنے نفع کی امید میں برطانیہ کو
ستانیکا چھوٹا راستہ نہیں لیگی۔ کانگریس کے لیڈروں نے خوب
سمجھ لیا ہی کہ بمقابلہ برٹش امپیریلزم کے فیسزم اور نازیت کیسا تھ
ایک نہایت بدتر اور بے پناہ قسم کی امپیریلزم ہی۔" مہاتما جی اور کانگریس
کا سارا زور برطانیہ سے عدم تعاون پر ڈالنا اس کا قدرتی اثر برطانیہ
کو دق کرنا ہی اور برطانیہ کو دق کرنیکے معنی اوسکے دشمن ہٹلر اور
مسولینی کی مدد کرنا ہی اور یہ وہ دشمن ہیں جن کو کانگریس خود
تسلیم کر چکی ہی کہ وہ ہندوستان کے بھی دشمن ہیں۔ بقول مسٹر
ایم این رائے "یہ انسانی سمجھ سے باہر ہی کہ برطانیہ کی اخلاقی امداد اور
فیسزم سے زبانی نفرت کی اوس پروپاگنڈا سے جو جنگ کے
برخلاف کیا جا رہا ہی کیونکر توفیق ہو سکتی ہی" اس طرز عمل کا ایک
عذر یہ بتایا جاتا ہی کہ ہندوستان میں برطانیہ پوری پولیٹکل قوت
ہندوستانیوں کے سپرد کرنیکو تیار نہیں ہی۔ یہ سراسر غلط ہی
تفصیل سے اس غلطی کے بیان کا اس مختصر رسالہ میں موقع نہیں
ہی۔ لیکن اہل فہم پر ظاہر ہی کہ جو کارنمایاں انگلستان نے ہندوستان

ہیں کیا ہے اوسپر جو فخر و مباہات وہ کرے تھوڑا ہے تھوڑے سے عرصہ
میں اوسنے ہندوستان کے زرعی اقتصادی اور صنعتی وسائل کو حیرت
انگیز ترقی پر پہونچا دیا۔ ریلیں سڑکیں اور پل بنائے آبپاشی کے
شہرۂ آفاق انتظام کئے حفظان صحت کی خبر لی گاؤں گاؤں شفاخانہ
قائم کئے تعلیم کو بھی عام کر دیا قدم قدم پر یونیورسٹیاں اور قصبہ قصبہ میں مدرسے
بنائے تجارت کو زبردست فروغ دیا جو اراضی پانچ روپیہ کو بکتی تھی لاکھ
دو لاکھ کی ہو گئی ملک کے پیداوار میں زمین آسمان کا فرق ہو گیا
آبادی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور ساتھ ہی معیار معاش ترقی پر ہے
ملک کے آئے دن لڑنے مرنے والے ٹکڑوں کا اتحاد کرایا ایک سرے
سے دوسرے سرے تک امن و امان کا صدیوں بعد دور دورہ ہوا لوکل
سلف گورنمنٹ سکھائی اور سب سے بڑھکر یہ کہ غربی تعلیم سے حب وطن
اور آزادی کا سبق سکھایا۔ پولیٹیکل پاور بھی بتدریج مگر جلد جلد منتقل
ہوتی رہی ہے حتی کہ اب برطانیہ تیار ہے کہ باہمی اتفاق سے جیسی کانسٹیٹیوشن
ہندوستان چاہے اوسکو ملسکتی ہے مگر اسکا کیا علاج ہے کہ آپس کی
پھوٹ کے باعث کوئی متفقہ اسکیم مرتب نہیں ہو پاتی۔ بایں ہمہ اسوقت
جسقدر شخصی آزادی ہندوستان میں ہے اوسقدر یورپ اور ایشیا
کے کسی ملک میں میسر نہیں ہے پولیٹیکل آزادی اور خود مختاری کیلئے

متحدہ قومیت کی ضرورت ہی اور کیا یہ واقعہ نہیں ہی کہ گذشتہ بیس سال کے اندر جبکہ مہاتما جی نے ہندو مسلم اتحاد کا بیڑا اوٹھایا تھا نفاق وشقاق کی حد باقی نہیں رہی ہی یہ بھی سبق آموز ہی کہ جبسے اہنسا کی تعلیم شروع ہوئی ہی باہمی بلوہ فساد اور مار پیٹ انتہا درجہ کو پہونچ گئی ہی اور جبسے سچ بولنے کی تلقین ہوئی ہی اُس لفظ کے معنی ہی بدل گئے ہیں اب اگر تھوڑی دیر کو فرض بھی کر لیا جائے کہ برطانیہ ہندوستانکو پولٹیکل آزادی دینے میں دریغ کرتا ہی تاہم دشمن کی امداد کرنے اور برطانیہ کی شکست کا باعث ہونے سے ہندوستان کو سوائے غلامی کے اور کیا ملجائیگا۔ بلکہ جو کچھ آزادی آرام وآسایش اسوقت ہی اور آگے ملنے والا ہی وہ سب خاک میں ملجائیگا۔ ایک بڑے بہاری کانگرسی لیڈر صاحب قبل از جنگ کہا کرتے تھے کہ یورپ کی لڑائی ہونے والی ہی اور اسوقت ہندوستان کو موقع ملے گا افسوس سے کہنا پڑتا ہی کہ دراصل اسی ذہنیت کے رنگ میں (جسکے تسلیم کرنیکی جرءت نہیں ہی) سارے کانگرسی خیالات اور کارروائی رنگے ہوئے ہیں حقیقت یہ ہی کہ کانگرس کی پالیسی کسی مضبوط اور صحیح بنیاد پر نہیں ہی اوسکا ایک سنگ بنیاد انگریزوں کی نفرت ہی جس کا راگ اتنے عرصہ تک الاپا گیا ہی کہ خود گانیوالوں کا اب یہ اندھا دھند

عقیدہ بن گیا ہی۔ امپیریلزم کے نام پر اس نفرت کے زہر کو پھیلایا جا رہا ہی
حالانکہ جمہوریت میں اصلی امپیریلزم ایک گڑھا ہوا مردہ ہی جس کو کھرتا
دیانداری سے بعید ہی اور حالانکہ کانگرسی لوگ اپنے افعال سے اوس شکل بیت
کی گود میں گھسے جا رہے ہیں جو پرانی امپیریلزم سے ہزار درجہ بدتر ہی
یہ لوگ ایک طرف جمہوریت کے نام لیوا بنتے ہیں دوسری طرف ہر
قسم کی ڈکٹیٹری کے مداح اور شیدائی ہیں اگر ایسا نہیں تو کیا سبب
ہی کہ کانگریس پسند عوام کے خیالات ایسے بد اور افسوسناک ہیں
اور کیا وجہ ہی کہ کانگرسی نظام میں بھی ڈکٹیٹری اختیار کی گئی ہی اور
صوبہ کے وزیر پارٹی کی ہائی کمانڈ کے ماتحت ہیں۔ کیا معنی کہ سوباش
بوس سابق پریزیڈنٹ کانگرس مسٹر ایم این روے یا ماسٹر تارا سنگھ
جیسی بلند رتبہ شخصیتوں کی بھی مخالف رائے اس ڈکٹیٹری جماعت
کو سننا گوارا نہیں ہی یہ کہاں کی جمہوریت ہی یہ تو اوس بیچاری کی
مسخ صورت ہی۔ اس جگہ یاد رہے کہ برطانیہ کی قوت ملک میں ہوتے
ہوئے ایسا حال ہی تو پھر اس کے بعد کیا ہونا ہی۔ حقیقت پر کتنی ہی
خاک جھونکی جائے مگر وہ چھپ نہیں سکتی کہ یہ لوگ زبان سے کچھ کہیں
ان کا دل ڈکٹیٹری کی شخصی طاقت اور ہیبت کے واسطے للچا رہا ہی
اور اوس کا دلدادہ ہی۔ انہیں سے بہت سے ہٹلر مسولینی اور اسٹالن

بننے کی خوابیں دیکھ رہے ہیں اگر خدا نہ کرے ایسا دن آگیا تو بس ہندوستانیوں کی بدنصیبی پر مہر لگ جائیگی اور ڈیڑھ سو برس کی ترقی و عروج کا چند روز میں خاتمہ ہو جائے گا۔

ملک کی دوسری بڑی پارٹی مسلم لیگ ہی اور اسنے بھی عدم تعاون اپنے لئے لازم کر رکھا ہی۔ باوجودیکہ ان دونوں پارٹیوں میں بلاشبہ فرق ہی تاہم اس معاملہ میں انکا مسلک ایک ہی اختلاف فقط جزوی ہی یعنی یہ کہ لیگ نے اپنے ممبروں کو بھی حیثیت سے تعاون کی اجازت دیدی ہی اور کانگریس کے یہاں یہ بھی ممنوع ہی۔ اس جزوی فرق کی وجہ بھی عیاں ہی کیونکہ اگر لیگ اس بات پر اڑ جاتی تو پنجاب اور بنگال سر سکندر حیات خاں اور مسٹر فضل الحق کناره کشی پر مجبور ہونے اور اسطرح لیگ کا دیوالہ نکل جاتا لہذا اتنی سی رعایت جو اوسنے کر دی ہی وہ بدرجہ مجبوری ہی فیاضی پر مبنی نہیں ہی۔ بمقابلہ کانگریس کے لیگ کا یہ رویہ اور بھی زیادہ تعجب انگیز ہی کیونکہ انگریزی فتح پر نہ صرف ہندوستان کی سلامتی کا بلکہ ساری اسلامی دنیا کی آزادی اور بچاؤ کا دارومدار ہی اسلئے بھی لیگ کو اسوقت آنکھیں بند کر کے برطانیہ کی مدد کرنا ضروری تھا۔ نیز اسواسطے کہ جب کانگریس اور اوسکے درمیان ناقابل عبور خلیج حائل ہی تو تعاون کی پالسی سے بہتر کوئی ہتھیار

اوسکے ہاتھہ میں نہیں ہو سکتا تہا اور یہ ہرگز ممکن نہ تہا کہ برطانوی فتح
کے بعد کانگریس اوس سے بازی لیجاتی۔ کون نہیں جانتا کہ غدر میں
سکھوں نے جو انگریزوں کی مدد کی اوس سے یہ قوم آجتک نامور اور
مستفید ہی اور آج بہی اس بہادر قوم نے اپنے سلف کی شجاعت اور عقلمندی
کا نام روشن کرکے برطانیہ کی بلا شرط اور پوری پوری امداد دینے کمر باندھ لی ہی
اور سب کو معلوم ہی کہ آئندہ بہی ضرور اونکو اپنی دانشمندی بہادری اور
وفاداری کا بیش بہا ثمرہ ملے گا۔

مگر مسلم لیگ کے اس بہاری سیاسی ٹہوکر کہانیکا کیا سبب ہی
ایک وجہ تو لیگ کی نقالی معلوم ہوتی ہی وہ سمجھے ہوئے ہی کہ کانگریس
نے محض چیخ و پکار اور شورش کے ذریعہ موجودہ درجہ حاصل کیا ہی اور
اب مسلم لیگ بہی اس کرتب کی مشق کو نکلی ہی دوسری وجہ بہی غلط ذہنیت
ہی کہ برطانیہ کے اڑے وقت میں جو کچھہ مول تول ہو سکے اوسکو دفع کرکے
کرالیا جائے یہ دونوں بڑی پارٹیاں اُس سخت آزمایش کے وقت
نکمی ثابت ہوئی ہیں اور ان کا رویہ وطن اور اہل ملک کے لیئے نہایت
مضرت اور برے انجام کا باعث نظر آتا ہی۔

چھٹا حصّہ

پولیٹکل پارٹیوں کے عام پیرؤنکی کیا حالت ہی

یہ حال تو لیڈروں کا ہی۔ اب اونکے بے سرے پیرؤں کو دیکھئے تو جہلا اور او سکے بدتر نیم تعلیم یافتہ شہری لوگ رات دن ہٹلر کی تعریفون اور برائیوں کے طومار باندھتے ہیں اوسکی فتحو نپر اظہار خوشی کرتے اور انگریزی کامیابیوں کو گھٹاتے رہتے ہیں۔ جرمنی کو ناقابل تسخیر قلعہ سمجھتے ہیں اور ہر طرح سے ہٹلر کے پروپاگنڈا میں مصروف رہتے ہیں۔ آئے دن ایسی بے بنیاد افواہیں اڑائی جاتی ہیں جنسے مخلوق میں ہراس ہو گورنمنٹ کا اقبال اٹھے اور بے چینی پھیلے۔ انہیں سے اکثر تو اس کام پر مامور ہوتے ہیں تاکہ خود ساختہ لیڈروں کی لیڈری کو تقویت ہو اور اونکی جھوٹی دھمکیوں کا گورنمنٹ پر زیادہ اثر ہو اور بہت سے بندۂ خدا ایسے ہیں جو اپنی ناوقفیت سے ان مکاروں کی فتنہ پردازی کا شکار ہو گئے ہیں۔ گو ان لوگوں کی تعداد ہندوستان کی آبادی کے لحاظ سے تھوڑی ہی مگر اس اعتبار سے کہ فتنہ و فساد پھیلانیکے لئے مٹھی بھر آدمی بھی بھاری نقصان کر سکتے ہیں اونکا شمار لائق نظر انداز نہیں ہی۔ اور مخالف پروپاگنڈے اور جنگ کی رفتار سے اس تعداد میں اضافہ ہو رہا ہی۔

سبب اُسکا یہ ہی کہ دسیوں برس سے کانگرسی پالٹکس کی
بنیاد انگریزوں کی نفرت اور شک وشبہ پر قائم ہی (اور بہت عرصہ
تک مسلم لیڈر بھی کانگرس کا یہ جھلا بنے رہے ہیں) انگریزی حکومت
شیطانی حکومت کہلائی جاتی ہی اوس کا ہر کام اور ارادہ برا بنایا
جاتا ہی۔ اگر خشک سالی ہو تو انگریز ذمہ دار ہی وبا پھیلے تو برطانیہ
کے سر ہی۔ سیلاب آئے تو برطانیہ کا کام ہی۔ اگر کوئی مسافر تانگہ
والے کو کرایہ نہ دے تو یہ حکومت کا اندھیر ہی (جیسا کہ مصنف کے
سامنے ایک پڑھے لکھے تاجر صاحب نے جو کانگرسی خیال کے ہیں
حال میں بڑے جوش سے کہا) غرض ہر قسم کی آفات ارضی وسماوی
کا بار بیچارہ انگریز کی گردن پر ہی۔ نتیجہ یہ ہی کہ اب شہری آبادیاں
ایسی پیدا ہو گئی ہیں کہ جب سے ہوش سنبھالا ہی سوائے اس قسم
کی باتوں کے کچھ سنا ہی نہیں۔ اسپارہ میں اونکے دماغ خراب
کر دئیے گئے ہیں۔ اسی تعلیم میں اونکی پرورش ہوئی ہی اسکے سوا
اور کچھ جانتے ہی نہیں ہیں۔ اونکے ذہن میں دوسرے قسم کی بات آنا مشکل
ہو گیا ہی بدقسمتی سے اسپارہ میں ہندو مسلم عوام میں کوئی بڑا فرق نہیں ہی
دونوں ایک ماحول میں رہتے ہیں اور زہریلے پروپاگنڈا سے یکساں
متاثر ہیں۔

مشتے نمونہ از خروارے ان گمراہوں کی چند احمقانہ باتیں نقل کیجاتی
ہیں سنہ ۱۹۴۰ء کے موسم گرما میں ایک صاحب فرمانے لگے کہ ہندوستان
سے جو فوج جا رہی تھی اوسکا جہاز ڈوب گیا لندن مٹی کا ڈھیر ہو گیا اور
اب برطانیہ قریب ختم ہے جب اون سے کہا گیا کہ حضرت یہ سب برلن
ریڈیو کی دروغ بافی ہے تو کس سادگی سے فرماتے ہیں کہ دونوں طرف
والے جھوٹ بولتے ہیں دونوں کے بیانوں کی اوسط کو اصلیت سمجھنا
چاہیئے۔ قربان جائیے اس اعتدال و انصاف پر کہ ایک طرف اوس
جھوٹوں کے سردار کا بیان ہے جسکی پولیٹیکل انجیل میں لکھا ہے کہ دروغگوئی
لڑائی کا ہتھیار ہے جتنا بڑا جھوٹ ہوا وتنا ہی اچھا ہے دوسری طرف اون
لوگوں کا بیان ہے جو جھوٹ بولنا اس لئے نہیں چاہ سکتے کہ اوس سے
جنگی کوشش کی امداد کو نقصان ہوگا اور اگر چاہیں تو بھی جھوٹ نہیں
بول سکتے کیونکہ مثلاً اگر لندن مٹی کا ڈھیر ہو گیا تو اہل برطانیہ سے اوسکا
چھپانا ناممکن ہے بلکہ اسکی نسبت جھوٹ بولکر ساری جنگی کوشش کو خاک
میں ملانا ہوگا تاہم یہ عقلمند دونوں کی خبروں کی اوسط نکالتے ہیں۔ جب
ایک حضرت سے ہٹلر کی آمد کی تباہی و مصیبت کا ذکر کیا گیا تو وہ تعجب سے
بولے کہ کیوں صاحب اگر ہٹلر کی حکومت ہو گئی تو کیا وہ انتظام نہیں کریگا۔
اون سے عرض کیا گیا کہ خواہ ہٹلر ہو یا مسولینی انتظام تو ہر ایک کریگا

لیکن قبلہ یہ کسی گاؤں کا داخل خارج تو ہی نہیں کہ درخواست دی اور ضابطہ کا حکم اور عملدرآمد ہوگیا۔ جب تک پکے ہٹلر صاحب اور اون کے عمال تشریف لائینگے آپکا پڑوسی سر توڑ کر اور مال لوٹ کر جمیت ہوگا اور جرمن فوج آنیسے پہلے چند روز اصلی سوراج کا مزا چکھنا ہوگا اور جب یہ فوج آئیگی تو اوسکے ہاتھوں انقلاب کی لازمی مذلت و خواری جھیلنا ہوگی اوسکے بعد ڈیڑھ سو برس کا سبق از سر نو سیکھنا ہوگا اور اس مدت کے بعد شاید پھر ہم اس نوبت پر آ پونھچیں جہاں اب ہیں۔ وہ بھی اوس حالت میں کہ جرمن بھی ویسے ہی منصف اور لبرل ہوں جیسے کہ انگریز ہیں حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ وہ بالکل برعکس ہیں۔ چار و نطرف سے یہ صدا آتی ہے کہ جتنا بڑا کام ہٹلر نے کیا کبھی کوئی نہ کر پایا حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ ہٹلر نے تو صرف ایک بڑی طاقت فرانس کو اور باقی سب چھوٹے چھوٹے ملکوں کو زیر کیا ہے۔ نپولین نے تو یورپ کی ساری چھوٹی بڑی طاقتوں کو فتح کر کے ۲۲ سال تک حکومت کی صرف انگلستان باقی رہ گیا تھا اور یہ اوسنے ایسے زمانہ میں کیا جبکہ نہ ریل تھی نہ آگ بوٹ نہ ہوائی جہاز نہ وائرلیس نہ زمانہ حال کا کسیطرح کا ساز و سامان لہذا ہٹلر کا کام نپولین کی فتوحات کے سامنے قطعی ہیچ ہے۔ یہی نہیں قیصر ولیم ثانی کے مقابلہ میں بھی ہٹلر کا کام بہت پست ہے قیصر نے ۲۲ ملکوں سے

جن میں دنیا کی سب بڑی طاقتیں شامل تھیں اور بالکل ایک جگہ پر گھر کر
چار سال سب سے مقابلہ فتحمندی کے ساتھ جاری رکھا اور روس سے بجز
صلح سنوائی حالانکہ ہٹلر اٹلی کو ساتھ لیکر اوٹھا ہوا اور اپنے جانی دشمن روس
کی خوشامد پر مجبور ہو گیا اوس سے لڑنیکی جرءت نہ ہوئی اور اسوقت
انگلستان اکیلا جرمنی اور اٹلی سے لڑ رہا ہے۔ یہ صدا بھی اکثر سنائی دیتی ہے
کہ یہ کیا بات ہے کہ چند ہفتوں میں جس ملک کی طرف جرمنی نے رُخ کیا اُس
کو فتح کر لیا۔ مگر جرمنی نے جن کو زیر کیا سب اوس سے بہت کمزور
تھے بجز فرانس کے کوئی اوس سے ٹکر لینے کے قابل ہی نہ تھا۔ فرانس
بھی چھوٹا اور کمزور تھا مگر وہانکی پولیٹکل ابتری اور کمزوری نے اُسکو
شکست دلائی جرمنی سات سال سے اس تیاری میں لگا ہوا تھا
جبکہ انگریزوں اور فرانسیسیوں کو لڑائی کا وہم بھی نہ تھا۔ لہذا جرمنی
کی فتوحات پر اچنبے کی کیا بات ہے۔

خوش قسمتی سے یہ زہریلا مادہ ابھی شہروں ہی میں زور پر ہے
گو آخری اصلاحات اور الکشن مشینری کی بدولت دیہات میں بھی مضر
پروپگنڈا شروع ہو گیا ہے۔ غربی جمہوریت ہندوستان کی صدیونکی
تعلیم و روایات کے خلاف ہے اسکا بیج ایسی عجلت سے اوگنے والا نہیں
ہے۔ انگریز اپنی لبرل پالسی اور تغیر زمانہ کے اثرات کے ماتحت ہندوستانیوں

کے سر جمہوریت ایک دم تھوپ رہے ہیں اور اس زعم میں ہیں کہ اس سے وہ ہندوستانیوں کو خوش مطمئن اور اپنا گرویدہ بنالیں گے مگر عوام کو بتایا جاتا ہے کہ انگریز بغیر مجبوری کے اصلاحات نہیں کرتے اور یہ کہ گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ انگریزوں پر کانگریس فتح کی علامت ہے بیچارے عوام لوگ اس شوشے میں آسانی سے آجاتے ہیں کیونکہ انکی ذہنیت تو بس یہی ہے کہ جبر وسختی ہی حکومت کا نام ہے اور جس حکومت میں یہ صفت نہ پائی جائے وہ کسی قدر و منزلت کی مستحق نہیں ہو سکتی دوسری طرف انگریز اس گرداب جہالت میں گرفتار ہیں (گو اسکا باعث نیک نیتی ہی) کہ ہندوستان مہاتماؤں نہروؤں سپاجوں اور انگریزی زبان کے ماہروں کی آبادی ہے اور انکی عقل میں یہ نہیں آتا کہ جس جمہوری حکومت سے وہ صدیوں سے مستفید ہو رہے ہیں اوسی کا ہندوستان میں بھی کیوں دور دورہ نہ ہو۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ اس لڑائی سے پہلے ہندوستان کو ڈومینین اسٹیٹس نہیں ملچکا تھا ورنہ یہاں کوزلنگوں اور رشید علیوں کی کمی نہ ہوتی اور تاریخ عراق اور آئرلینڈ بھاری پیمانہ پر دوہرائی جاتی۔

خاتمہ

مسائل مندرجہ تمہید حل کرنیکا جو ذمہ لیا گیا تھا خدا کے فضل
سے وہ کام اب پورا ہو گیا اور عام فہم مدلل طریقہ سے واضح ہو گیا
کہ برطانیہ حق و آزادی کے لئے لڑ رہا ہے اوسکی جیت میں ہندوستان
کی بہبود و سلامتی ہے۔ اوسکی فتح انشاءاللہ لابدی ہے۔ ہماری پولیٹیکل
پارٹیوں کے رویہ سے ہندوستان کی سراسر تباہی متصور ہے اور
ہمارے عوام کا ایک معقول حصہ جو ان پارٹیوں سے متاثر ہے نہایت
گمراہی میں مبتلا ہے اور زہریلے خیالات پھیلا رہا ہے۔
مصنف نے یہ بار محض ایک تیز اور گہرے جذبہ خدمت کے اثر سے
اپنے کاندھے پر لیا تھا اور گو اوسے اپنے ضعف کا بخوبی احساس ہے
اوسکا عقیدہ ہے کہ لڑائی جیتنے کے کام میں جو خالص وطنی کام ہے
ہر فرد کو خواہ وہ کتنا ہی کمزور ہو دامے درمے قلمے ہاتھ بٹانا چاہیے۔
مصنف سے جو لوگ واقف ہیں خوب جانتے ہیں کہ اوسکو
شہرت کی تلاش نہیں ہے۔ قانون پریس سے مجبور ہو کر اور دوستوں کی
رائے سے بڑے پس و پیش کے بعد وہ اپنا نام چھپوانے پر راضی ہوا ہے

بیشک وہ نہ کوئی نامی انشا پرداز ہی نہ پالٹکس سے اوسے کسی قسم کا تعلق ہی لیکن اظہار رائے کسی لیڈر یا پارٹی کا ٹھیکہ نہیں ہی تاکہ اس رسالہ کی اشاعت قابل اعتراض سمجھی جائے۔ بہر نوع مصنف کی شخصیت سے کیا بحث ہی اگر رسالہ کا مضمون ناقص ہی تو اوس کے نام سے بہتر نہ ہو جائے گا اور اگر مفید و مانثر ہی تو مطلب حاصل ہی گذشتہ جنگ کے موقع پر وہ بھی اس ہی قسم کی کج فہمیوں میں مبتلا تھا جن سے اب اوسے بیحد اختلاف ہی لیکن تجربہ اور دوسں واقعات سے اوس نے سبق حاصل کیا ہی اور اوس کی دلی تمنا ہی کہ اس سبق میں دوسرے بھی شامل ہوں اگر چند اہل وطن بھی اس رسالہ کو پڑھکر اپنے فاسد خیالات میں ترمیم کرلیں تو مصنف سمجھیگا کہ اوس کا مقصد ناکام نہ رہا اور اوس کی شوق کی محنت وصول ہو گئی۔

ضمیمہ یادداشت

واقعات کی رفتار ایسی تیز ہی کہ اون کے ساتھ چلنا مشکل ہی چنانچہ اس رسالہ کے پریس میں پونہچنے کے

بعد جرمنی نے اچانک روس پر بغیر کسی بات چیت کے حملہ کر دیا۔ اس حملہ کی نسبت امور ذیل سمجھنے کے قابل ہیں۔

(۱) حملۂ روس سے ہٹلر نے اپنی مکاری دغابازی اور بے ایمانی کا ایک بار پھر بڑے پیمانے پر ثبوت دیا ہے۔ اس کو اقبال ہے کہ روس سے برابر اس کی جانی دشمنی چلی آتی ہے اور یہ کہ اگست ۱۹۳۹ء میں روس سے معاہدہ دفع الوقتی اور کار برآری کے لئے تھا۔ جیسے اُس نے حملہ چیکوسلوواکیا کے وقت پولینڈ کی پیٹھ ٹھوکی اور اس کو ہلاک دلوایا اور جلد بعد کو پولینڈ کو تباہ کر دیا اسی طرح اب تک وہ روس کی دوستی کا دکھاوا کرتا رہا اور مطلب کے وقت روس کے سامنے ماتھا ٹیکا لیکن اب روس کو فنا کرنیکو نکلا ہے۔

(۲) سوائے کوتاہ نظر روسی مدبروں کے یہ انجام بد سب کو دکھ رہا تھا لیکن خیال تھا کہ برطانیہ سے نبٹ کر روس کو فنا کرنیکا ہٹلر کا ارادہ ہے یہ آسان بھی ہوتا اور یہی اصلی صورت تھی لیکن اس بلا وجہ اور عجلت کے حملہ سے یہ روشن ہو گیا کہ ہٹلر کا حملہ انگلستان اور حملۂ مصر دونوں اکارت گئے اور وہ برطانیہ کی بڑھتی ہوئی طاقت

سے اتنا خوف زدہ ہے کہ اب اوسکو روس سے نپٹنے کے لئے دیر کرنیکی مہلت نہیں ہے۔ وہ ڈرتا ہے کہ آئندہ برطانیہ اور امریکہ کی ٹکر سنبھالنا ہی دشوار ہوگی اوسوقت اگر روس اوٹھا تو پیسکر رکھ دے گا۔ لہذا یہ حملہ جرمنی کی گھبراہٹ اور ڈر اس کی بھی دلیل ہے۔

(۳) اس حملہ کے بعد جرمنی کے مخالفوں کی (MANPOWER) آدمیوں کی طاقت (MATERIAL POWER) طاقت مواد اور (INDUSTRIAL POWER) صنعت وحرفت کی طاقت سب میں بڑا بھاری اضافہ ہوگیا ہے کیونکہ روس کی آبادی بیس کروڑ ہے اور وسائل کثیر ہیں اور اس ہی کی نسبت سے جرمنی کمزور ہوگیا ہے۔

(۴) اگر روسی قوم نے ثابت قدمی اور ایکا دکھلایا اور روسی حکام نے تدبر اور پیش بینی سے کام لیا تو انشاءاللہ ہٹلر کے لئے اپنے جرائم کی سزا بھگتنے کا دن نسبتاً قریب آپہنچا ہے۔ اندیشہ فقط اتنا ہے کہ سوویٹ روس کے کرتے دھرتے پارٹی کو قوم پر ترجیح دیکر ہمت ہار دیں اور شکست مان لیں یا روس میں انقلاب ہوکر نفاق کی

مصیبت اور بڑھ کھڑی ہو تو ان حالات میں جرمنی کی کامیا
ہو گی برطانیہ کے مصائب میں اضافہ اور جنگ کی طوالت
ہو گی اور خطرہ ہندوستان سے قریب تر ہو جائیگا - مگر
خدا کی مدد سے فتح پھر بھی برطانیہ ہی کی حلیف رہیگی کیونکہ او
جرمنی کے قوی جنگ روس سے گھٹتے رہیں گے اور
برطانیہ اور امریکہ کی طاقت روز افزوں اور جرمنی کیلئے
ہیبت ناک ہوتی جاتی ہے -

تمام شد

(بریلی الکٹرک پریس بریلی)
آر - ایس - لال بسنوگی پرنٹر)



عقل سے اپیل

از

قمر شاہجہاں

جون سنہ ۱۹۴۱ء